DUE DATE

Cl. No. ______________ Acc. No. ______________

Late Fine Ordinary books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night book Re. 1/- per day.

اتحاد

نمبر ۳ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء جلد ۲

باہتمام

سید حسن شاہ مالک کارخانہ احسن التجارت و مہتمم

اتحاد

دلگداز پریس میں چھپکر لکھنؤ سے شایع ہوا

اتحاد

قومی جوش کا پتلا ہمدردی کا آلہ اسلام کا حامی مسلمانوں کا دلسوز اتحاد نہ صرف مسلمانوں کے اجزاے پریشان کا مجموعہ دکھائیگا بلکہ اہل اسلام کے کارناموں کی رپورٹ کریگا۔ اور ایسے دلچسپ مضامین آپ دیکھینگے جو دلوں کے لیے مقناطیسی قوت رکھتے ہوں جس میں دنیا کی جذب کی طاقت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی۔

ضوابط

(۱) ہر انگریزی مہینے کی ۱۵ تک یہ رسالہ شائع ہوگا۔

(۲) قیمت والیان ملک اور رؤسا و عظام سے پانچ روپیہ انجمنوں سے تین روپیہ عام خریداروں سے عہ

(۳) بغیر وصول قیمت پیشگی رسالہ کسی کے نام جاری نہ ہوگا نمونہ کا پرچہ ہم نہیں آنے پر دیا جاتا ہے

(۴) جو شخص دفتر سے اپنی کارروائی کے مستقل علاوہ خریداری یا مضامین کی خط و کتابت سے ہوگا۔

(۵) ہر قسم خط و کتابت بنام منشی حسب ذیل ہونا چاہیے

المشتہر سید حسن شاہ مالک کارخانہ احسن التجارت

مہتمم اتحاد سید برکات احمد اڈیٹر اتحاد چوک لکھنؤ۔

کتب مفصلہ ذیل دفتر اتحاد سے مل سکتی ہیں

آثار الصنادید مصنفہ ڈاکٹر سر سید احمد خان۔ ۔ عـ/

رفع الاشتباہ عن صفات اولیاء اللہ مصنفہ مولوی عبد الصمد صاحب ... حصہ اول دوم ۱۴/

رزم بزم۔ مولفہ منشی امداد علی صاحب۔ عـہ/

جام سرشار مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب۔ عـہ/

حسن اور انجلینا مصنفہ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر عـہ/

ملک العزیز اور ورجنا۔ ایضاً عـہ/

منصور اور موہنا۔ ایضاً عـہ/

شہید وفا۔ ایضاً عـہ/

جہانگیر۔ مولفہ منشی امداد علی صاحب عـہ/

المشتہر سید حسن شاہ مہتمم اتحاد چوک لکھنؤ

عمدہ اور دلچسپ کتابیں

حضرات!! مجھے یقین ہے کہ ملک ان کتابوں کی طرف پورے شوق سے توجہ کرے گا۔ کیونکہ یہی کتابیں ملکی اور نیز قومی اغراض میں اکسیر کا اثر رکھتی ہیں۔ اور یہی تصنیفات ہیں جنہوں نے ملک کو اعلےٰ خیالات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ آئندہ سے کل درخواست کیلیے قیمت پیشگی آنا چاہیے

فہرست

لکچر اشاعت اسلام پر جو نواب محسن الملک بہادر نے ۴ مئی ۱۸۹۳ء کو حیدرآباد میں دیا تھا ۳/

مثنوی صبح امید قوم کا مرثیہ۔ ۳/

مثنوی صبح خنداں۔ ۸/

مثنوی نیرنگ خیال۔ ۸/

عود ہندی۔ رقعات مرزا غالب دہلوی۔ ۷/

مراۃ العروس۔ ۶/

عصمت۔ ۸/

دفع التلبیسات حصہ اول مولفہ مولانا محمد علی صاحب کانپوری ۶/

مراۃ الیقین۔ ایضاً ۲/

رسالہ تحفۃ الاحباب۔ ۲/

احسن الخطب مع استفتا مولوی عبد الحی صاحب مرحوم ۱/

مفصلہ ذیل اشیا کم قیمت اور بالا نشین

یہ کفایت سے بکتے ہیں زیادہ بیان جنس کی نامناسب نہیں جانتے۔

کیل طلائی مرصع ناک میں پہننے کی قیمت ۸ روپے سے عہ تک

انگشتری نقرئی نہایت نازک خورد کلاں ۲ روپے سے عہ تک

خلال نقرئی سادے کاری نہایت خوشنما ۶ روپے سے ۱۰ تک

لچھا رنجیر دار جسمیں گھونگریاں لگائی جاتی ہیں ۵ روپے سے ۸ تک

خاصدان ملمع نقرئی نہایت نازک عمدہ ۱۲ روپے سے عہ تک

نہال حقہ بدر کی نہایت خوش وضع ۳ روپے سے ۶ تک

عرق مجلس حیران نہایت خوشبودار جو ایک قطرہ پان میں ڈالنے قلب تازہ میں گل سوسن بنادے ہر تولہ سے ۸ تولہ تک

المشتہر سید ظہور الحسن دفتر اتحاد چوک۔ لکھنؤ

ضروری اطلاع

اتحاد اس امر کو بہت فخر کے ساتھہ شائع کرتا ہے کہ یکم جنوری ۱۸۹۳ء سے جناب مولوی سید برکات احمد صاحب اتحاد کی ملکیت مین شریک ہوگئے - گو اتحاد ہمیشہ ممنون رہا کہ ابتدائے نشو و نما اور اوسکی تشکیل ہیولانی جناب موصوف ہی کی بدولت قائم ہوئی اور پوری ترتیب اونہین کے ہاتھون مین رہی جس سے پبلک بخوبی واقف ہے لیکن مالی امداد کی شرکت سے اب بہت قوت ہوگئی ہے اور اس نئے انتظام سے شاید اب کسیکو اون خیالون کا موقع نہ ملے گا کہ اتحاد کے قیام اور بقا کی بنیادین غیر مستحکم ہین - لہذا عام طور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ جملہ خط و کتابت اور منی آرڈر اور اخبار اور دیگر ضروری کاغذات متعلق اتحاد بنام سید برکات احمد و حسن شاہ مہتمم دونون نامون سے ذیل کے پتہ سے ہونا چاہیے - کارخانہ کا پتہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ کارخانہ کو کوئی اس سے تعلق نہین ہے صرف ڈاکخانہ چوک لکھنؤ دفتر اتحاد -

الملتمس سید حسن شاہ

التماس

دو یادگار سلف ؛؛ اسکے متعلق بعض بزرگون کی تعمیل ارشاد کے لیے مین نے کوشش کی ہے کہ بزرگان دین کی سوانح عمریون کو اپنی ملکی زبان مین تالیف کرکے بصورت کتاب اپنے ہمدرد و قدردانون کی خدمت مین پیش کر دون بغرض سہولت حسب پسند طبائع تمام اوسکو چند حصون پر منقسم کر دیا ہے اور نیز یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ جس قدر سوانح عمریاں اتحاد مین شائع ہوتی ہین وہ سہ ماہی مین ایک کتاب کی صورت مین قائم کر دی جاوین - لہذا جو صاحب چاہین سالانہ عہ/ پیشگی بھیجکر یہ سہ ماہی پرچہ اپنے نام جاری کرالین جسکی تعمیل فوراً ہوگی

ہمکو امید ہے کہ ہمارے ہمدرد ناظرین کوشش فرماکر اپنے دوستون کو اس کتاب کی خریداری پر متوجہ فرماوین - اسکے تین حصہ طبع ہو چکے مین جسکی قیمت اشتہارات کے ذیل مین آپ پائینگے - یہ سہ ماہی پرچہ بغیر وصول قیمت پیشگی کسی کے نام جاری نہ ہوگا -

راقم

اپنے ہمدرد و معاونین کا خادم سید برکات احمد لکھنوی

زبانی وقت نہ تھی ایک پرانی اور ترقی والی قوم کی بدولت علمی خزانہ کے مالک ہو گئے۔ یہی غنیمت تھا بلکہ یہاں تو ہر شخص جو اسباب کی کوشش کرے کہ علمی خزانہ کا مالک ہو اوسکو بہی دقتین اوٹھانا پڑتی ہین ایسی صورت مین جبکہ افلاس کا یہ عالم ہو قدرتی اوس پر طرہ یہ کہ دوسری زبان پر جب تمیاب نہون۔ ایسی صورت مین یہ اپنا مطلوب کیونکر سہولت سے حاصل کر سکتا ہے درحقیقت آفرین ہے ایسی ہمت پر۔

مگر افسوس کہ ہمارا دل اس بات کا فیصلہ کر چکا ہے کہ مسلمان ترقی نہین کرتے اور یہ کوئی ہمت نہین کرتا کہ ایسا روڑا جو ہماری ترقی کی گاڑی مین اٹکا ہے ہم اسکے نکالنے کی کوشش کرین اور درحقیقت جب تک اہل ہند کی ملکی زبان مین علوم تصنیف اور تالیف نہ ہون اوسوقت تک ترقی کا سایہ بھی نہ پڑیگا۔ مگر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جن لوگون نے ان زبانون پر قدرت حاصل کی اور انکی سعی مشکور ہوئی ان لوگون نے اگر کچھ اہل یورپ کی تقلید کی وہ اسیقدر ہے کہ ہزارہا ناولون کے ترجمے ہوگئے۔ کسی اخبار نے ناول ایک لازمی تکلف کرلیا جو انگریزی سے ترجمے ہونے لگے مگر آجتک کوئی علمی مضمون سلسلہ کے ساتھ نہین شائع ہوا جس سے واقفیت بڑہتی۔

اگرچہ یہ ایک ضروری امر ہے کہ جبتک ملک مین علمی مذاق کی صلاحیت نہین ہوتی اوسوقت تک طبیعتون مین ایسے مضامین سے کلفت پیدا ہوتی ہے ناول ایک ایسی دلچسپی کی چیز ہے جس سے بات کی تو صلاحیت پیدا ہوئی کہ لوگ اخبار دیکھنے لگے مگر اس نظر سے مضامین کے دیکھنے اور اخبار کے پڑھنے کی عادی ہوگئی طبیعتون مین اخبار بینی کا مذاق تو پیدا ہوگیا اب ضرورت اس امر کی ہے کہ علمی سلسلہ جاری کیا چاہیئے تاکہ رفتہ رفتہ لوگ علمی مضامین کیطرف متوجہ ہون اور ضرورت ہے چند اور کتب ہونکا ترجمہ ہو جاے جو ملک کی ترقی کا وسیلہ ہون گذشتہ لوگونکے حالات معلوم ہون اونکی طریق عمل سے واقف ہون ترقی پذیر قومون کی رفتار معلوم ہو۔ تمدن کے نمونونسے واقف ہون یہ سب امور ایسے ہین جن سے رفتہ رفتہ علمی مذاق لوگون مین پیدا ہو جائیگا۔

اتحاد اپنے صفحون پر نہ صرف اپنی تصنیفات کو دوستونکے پیش کرتا ہے بلکہ خود کوشش کرتا ہے کہ جہانتک دستیاب ہو دیگر زبانون کے علمی خزانون پر اسکا ہاتھ پہنچے وہ اپنے قدردانونکے سامنے پیش کریگا ہم نہایت آرزو سے اپنے لایق احباب سے استدعا کرتے ہین کہ وہ بھی اسکام مین اعانت فرماکے ہمارے حوصلے بڑہائین سوانح عمریونکا سلسلہ اتحاد مین لازمی طور پر ہوگا اور ہر سہ ماہی مین دو بصورت کتاب علحدہ طبع ہوجایا کریگی۔ ہم کو اپنے ہمدردون کی صرف اسی قدر مدد کافی ہوگی کہ وہ اپنے دوستونکو یادگار سلف کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائین تاکہ آپ کی اس اعانت سے بزرگان سلف کی دائمی یادگار قائم ہوجاے۔

سید برکات احمد

امام مالک بن انس

ائمہ اربعہ مین یہ مشہور امام ہین جن کی عظمت و اقتدار اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ دنیاے اسلام کے مقلدین کا بڑا گروہ اندلس اور عرب کے ملکون مین آپ کا معتقد اور پیرو پایا جاتا ہے اس سے زیادہ دللطف یہ ہے کہ غیر مقلدین بھی واجب التعظیم جانتے ہین نسب شریف اس سلسلے سے ہے۔ امام ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث غیمان غین معجمہ اور یاے تحتانی کے ساتھہ اور بروایت دیگر عثمان بعین مہملہ اور ثاے مثلثہ کے ساتھہ۔ بن جثیل بجیم وثاے مثلثہ و بروایت دیگر خثیل بخا معجمہ۔

ولادت باسعادت ۹۳ھ مین واقع ہوئی یحیے بن بکیر نے بھی یہی لکھا ہے۔ مدت حمل کی بعضون نے دو سال لکھی اور بعضون نے تین سال بیان کی۔ قد دراز تھا بدن فربہ گورا رنگ مائل بزردی بڑی بڑی آنکھین۔ ستوان ناک۔ کشادہ پیشانی۔ لیکن ماتھے کے بال بہت کم تھے اور ایسے شخص کو عرب کے محاورہ مین اصلع کہتے ہین۔ جناب امیر حضرت عمر فاروق اور جناب امیر حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اصلع تھے۔ داڑھی لانبی اور گھنی تھی۔ مونچھین گھنی اور لانبی تھین لب کے بال منڈوانا مکروہ بھی جانتے تھے اور اس معاملہ مین جناب امیر حضرت عمر فاروق کے طریقہ پر تمسک تھا۔ "انہ یفتل سبلتہ اذا اہمہ امرٌ" یعنے مونچھون پر فکر کے وقت تاب دیا کرتے تھے۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ امام مالک نے نوّے برس کی عمر پائی اور اپنے سفید بالون پر کبھی خضاب نہ لگایا۔ نہ کبھی حمام مین غسل کیا۔ لباس و کپڑے آپ کے نہایت نفیس ہوتے۔ عدن سے نہایت عمدہ اور قیمتی کپڑے منگواتے کیونکہ اوس زمانہ مین بردیمانی اور پارچہ ہاے عدنی بہت مشہور تھے اور علاوہ اسکے جہان کہین اعلے درجہ اور اعلے قسم کا کپڑا دستیاب ہوتا طلب کرتے مصر اور خراسان کے بیش قیمت پارچہ استعمال فرماتے۔ زیادہ تر آپ کا لباس سفید ہوتا اور اکثر اوقات نہایت بہاری اور بیش قیمت عطر استعمال فرماتے۔ اور یہ قول تھا کہ مین اس بات کو اچھا نہین جانتا ہون کہ خداوند کریم جس شخص کو نعمت۔ دولت و ثروت عنایت کرے اوس شخص مین اوس دولت کا کوئی اثر نہ پایا جاوے۔ لیکن باوجود دولت و ثروت کے اظہار افلاس یا کتمان دولت کفران نعمت ہے۔

اس مقام پر شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہین کہ بزرگان دین کا نفیس لباس ہونا یا برخلاف اسکے عمل کرنا نیک نیتی سے تھا۔ جو لوگ خوش لباس تھے اونکی نیت اظہار شکر نعمت الٰہی تھا اور جو

لوگ معمولی طور کا لباس اختیار کرتے تھے اون کی غرض تواضع تھی۔ پس ہر شخص اپنی اپنی نیت کے لحاظ سے مستحق ثواب ہے "الاعمال بالنیات"

اشہب شاگرد امام مالک سے روایت ہے کہ جس وقت آپ عمامہ باندھتے پگڑی کا دوسرا سر ٹھوڑی سے دبا کر عمامہ کا پیچ لیتے اور دوسرا سرا پگڑی کا پیچھے لٹکتا رہتا جسکو شملہ کہتے ہین اور عرب عذبہ کہتے ہین۔ لیکن شملہ سے وہ شملہ مراد نہین جسکو تقریبات مین دولہ کو پہناتے ہین کیونکہ اوس مین سرا ہی نہین ہوتا ہے۔ عذبہ یا شملہ مراد اُس سے ہے جو سرا پشت پر لٹکتا رہتا ہے۔ آپ کا یہ معمولی طریقہ تھا کہ جب آپ کسی ضرورت سے آنکھون مین سُرمہ لگاتے تو گھر ہی مین بیٹھے رہتے۔ جب آنکھون کا سُرمہ غائب ہو جاتا تو باہر تشریف لاتے۔ کیونکہ بغیر کسی عرض یا سبب کے سُرمہ لگانا آپ کے نزدیک مکروہ تھا۔ آپ انگوٹھی بھی چاندی کی پہنتے تھے جسپر سیاہ نگ جڑا تھا اور یہ آیت اوسپر منقش تھی۔ "قالو حسبنا اللہ ونعم الوکیل"

مطرف آپ کے شاگرد نے دریافت کیا کہ یہ نقش آپ نے کس غرض سے کندہ فرمایا ہے فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنے پاک مسلمان بندون کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ "قالو حسبنا اللہ ونعم الوکیل" مین نے چاہا کہ یہ کلام پاک میرے دل پر منقش ہو جاے۔ اور اپنے دروازہ پر یہ کلمہ پاک لکھا تھا "ما شاء اللہ" کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ کلمہ کس غرض سے لکھا ہے فرمایا کہ خداوند کریم نے فرمایا "ولولا اذ دخلت جنتک قلت ما شاء اللہ" اور میری جنت میرا گھر ہے۔ پس مین نے یہ چاہا کہ جس وقت مین اپنے گھر مین آؤن مجکو یہ کلمہ پاک یاد آوے اور میری زبان پر جاری ہوے۔ اور آپ کا گھر وہ گھر تھا جو گھر عبد اللہ بن مسعود کا تھا۔ عبد اللہ بن مسعود کبار صحابہ مین سے تھے۔ اور آپ مسجد نبوی مین اوس مقام پر بیٹھتے جہان جناب امیر عمر فاروق بیٹھا کرتے۔ فرماتے تھے کہ مین اپنی تمام عمر کسی نادان اور بے عقل کے ہمنشین نہین ہوا۔ امام احمد فرماتے تھے کہ یہ امر بڑی عظمت کا ہے جو سواے امام مالک کے کسی کو میسر نہ ہوا ہوگا۔ ورگروہ علما مین اس فضیلت سے بہتر کوئی بات نہین ہوسکتی ہے کیونکہ سفیہون کی صحبت سے نور علم کا تیرہ اور سیاہ ہو جاتا ہے اور کم سے کم یہ بات تو ضرور ہوتی ہے کہ تحقیق کی بلندیون کو ترک کرکے تقلید کی پستی مین گرتا ہے اور یہ امر اہل علم کے واسطے تنزل کا سبب ہے۔

درحقیقت علما کی صحبت سے زیادہ تر مفید اور کیا امر ہوگا۔ اس تنگ زمانہ مین کہان ممکن ہے

کہ ایسے مقدس اور اہل علم بزرگواروں کی صحبت نصیب ہو۔ تاہم اس فیض کے حاصل کرنے کے لیے اس سے بہتر نہین کہ اونکے تذکرے اونکے حالات اونکے مقالات سے معنوی فیض حاصل کرین اور اس موقع کو ہاتھ سے نہ دین۔ امام مالک کو کسی نے کہاتے پیتے نہین دیکہا کیونکہ آپ ہمیشہ تنہائی مین کہاتے۔ باوجود اس تمکین اور وقار اور وجاہت کے نہایت خلق سے پیش آتے۔ اپنے اہل وعیال اور خدام سے نہایت کشادہ روی سے کلام کرتے اور اس امر مین اتباع سُنت رسول اللہ کرتے۔ طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ملحوظ خاطر رکہتے۔ طلب علم کے حریص تہے اور ابتدائی تعلیم کے لیے سرمایہ اسقدر نہ تہا کہ پوری طرح کفایت کرتا۔ اپنے گہر کی چہت کہود ڈالی اور اوسکی دہنیان اور کڑیان بیچ کے کتابین خریدین۔ پہر تو فتوح عظیمہ ہاتہہ لگ گئے اور مال و دولت بے قیاس ہاتہہ آئی۔

قاضی ابن خلکان لکہتے ہین کہ امام مالک نے زہری اور نافع مولاے ابن عمر اور محمد بن المکندر سے اور نیز ایک جماعت تابعین اور تبع تابعین سے استماع حدیث فرمائی۔ امام مالک سے اوزاعی اور یحییٰ ابن سعد نے سماعت حدیث کی۔ امام مالک کا حافظہ نہایت قوی تہا چنانچہ امام موصوف سے روایت ہے کہ فرماتے تہے کہ ایسا کبہی نہین ہوا ہے کہ مین نے کسی چیز کو یاد کیا ہو اور مین پہر بہول گیا ہون۔ آپ کا سن شریف جب سترہ برس کا تہا اوس وقت آپ مجلس تعلیم و تدریس مین بیٹہے۔ اوس زمانہ مین کچہ آپکے علم کا چرچہ نہ تہا۔ مگر ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسکی وجہ سے ایک عام شہرت ہوگئی۔ ایک زن صالحہ نے مدینہ مین انتقال فرمایا جو عورت کہ غسالہ تہی نہلاتے نہلاتے اوسکے اندام نہانی پر ہاتہہ رکہکر کہنے لگی کہ یہ فرج نہایت بدکار اور زانیہ ہے اس کلمہ کے کہتے ہی اوس غسالہ کا ہاتہہ اوس مقام پر چپک گیا ہرچند کوشش کی کہ جدا ہو مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر اسکی شہرت عام ہوگئی اور علما اور فقہا سے اس معاملہ مین دریافت کیا گیا مگر تمام علما اور فقہا متحیر تہے کہ کیا کیا جاوے کوئی تدبیر معقول نہ پیدا ہوتی تہی۔ آخر الامر امام مالک نے حکم دیا کہ اس غسالہ پر حد قذف جاری کیا جاوے۔ چنانچہ ساٹہہ تازیانے جب پڑ چکے تو ہاتہہ چہوٹ گیا۔ اور اس واقعہ سے لوگون کے دلون مین امام مالک کی عظمت اور شان علم نے جگہ پکڑ لی۔

امام مالک فرماتے تہے کہ مین نے اپنے ہاتہہ سے ہزار حدیثین لکہی ہین۔ دارقطنی اجلہ محدثین سے ہین فرماتے تہے کہ کسیکو ایسا اتفاق نہین ہوا جیسا کہ امام مالک کو پیش آیا۔

امام مالک سے دو شخص ایک حدیث کی روایت کرتے ہین اور مابین وفات ان دونون بزرگوار دن کے ایک سو تیس برس کا فرق ہے۔ ایک ان دونون راویون مین سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری مین جو کہ اوستاد امام مالک کے تھے اور حدیث فریعہ بنت مالک بن سنان در باب سکنی المعتدہ امام مالک سے روایت کی ہے اور وفات زہری سنہ ۱۲۵ھ مین واقع ہوئی۔ اور وفات ابو حذافہ سہمی سنہ ۲۵۹ھ مین واقع ہوئی یہ دوسری راوی ہین اوس حدیث کی۔ شاہ عبد العزیز دہلوی بستان المحدثین مین لکھتے ہین کہ روایت زہری امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت اکابر عن الاصاغر ہے جو کہ ندرت سے خالی نہین ہے۔ محدثین کی اس امر مین بہت سی کتابین ہین اور اس قدر تفاوت دو راویون کا ایک ہی شیخ سے خالی از غرابت نہین۔ اس تفاوت کو عرف محدثین مین سابق اور لاحق لکھتے ہین ابن حجر شرح نخبہ مین لکھتے ہین کہ ”اکثر ما وقفنا علیہ فی ذالک التفاوت مائۃ وخمسون سنۃ“ اسکے بعد اوسکی مثالین لکھی ہین۔ یہ تفاوت اکثر روایات اکابر کے اصاغر سے واقع ہوتا ہے۔

ابن حبیب برگزیدہ اصحاب امام مالک سے ہین نقل کرتے ہین کہ تدریس و استماع حدیث کے وقت امام مالک ایک ہی نشست سے جلسہ تمام فرماتے بغایت ادب زانو نہ بدلتے۔ اس امر مین غایت مرتبہ کی احتیاط تھی۔ جب کوئی طالب علم آپ کے دروازہ پر آتا آپ لونڈی سے فرماتے کہ دریافت کرو کیا غرض ہے۔ فتوے پوچھوگے یا حدیث پڑھوگے۔ اگر وہ کہتا کہ فتوی مجھکو پوچھنا ہے تو آپ باہر نکل آتے اور اوسکا جواب دیدیتے۔ اگر کہتا کہ مین حدیث پڑھونگا تو اوسکو آپ حکم دیتے کہ بیٹھو اور خود غسل فرماتے سفید و پاکیزہ کپڑے پہنتے اور خوشبو لگاتے مصلے پاکیزہ بچھا کر نہایت وقار اور تمکین سے اوسپر نشست فرماتے بعد اوسکے حکم دیتے کہ بلالو اوس شخص کو اور حدیث پڑھاتے۔ جب لوگون نے اوس اہتمام اور احتیاط کی وجہ دریافت کی فرمایا ”احب ان اعظم حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا احدث بہ الا متمکنا علے طہارۃ“ اور کبھی راہ مین یا کھڑے کھڑے یا عجلت کے ساتھ آپ نے حدیث نہین فرمائی۔ باوجود کبر سن اور ضعف پیری کبھی آپ نے مدینہ مین سواری پر سوار ہوکر استنجا نہین کیا۔ فرماتے تھے ”لا ارکب فی مدینۃ فیہا جثۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدفونۃ“ نہین سوار ہونگا مین مدینہ مین کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مدینہ مین مدفون ہے۔

عبد اللہ ابن مبارک سے روایت ہے کہ ”ایک روز مین امام مالک کی خدمت مین

حاضر تھا اور امام مالک روایت حدیث فرما رہے تھے کہ ایک بچھو نے ڈنک مارا اور دس گیارہ مرتبہ نیش زنی کی۔ لیکن آپ اوسی طرح پر حدیث پڑھایا کیے تاہم یہ حال تھا کہ چہرہ کا رنگ بار بار متغیر ہو جاتا مارے تکلیف کے آپ زرد ہو گئے تب آپ تدریس حدیث سے فارغ ہوئے اور لوگ بھی چلے گئے ابن مبارک فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا امام آج آپ کی کیا حالت تھی۔ اس قدر تغیر کا کیا سبب ہے۔ آپ نے واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ یہ جبر اپنی جرأت دکہانے یا صبر آزمائی کے لیے نہ تھا بلکہ محض تعظیم و تادیب حدیث کی غرض سے۔

آپ کی شان و عظمت لوگون کے دلون مین اسقدر جمی ہوئی تھی کہ بشر حافی روایت کرتے ہین کہ اوس زمانہ مین منجملہ زینت و افتخار دنیاوی کے لیے یہ ایک وجاہت اور وقار کا کلمہ تھا کہ کوئی شخص کہے کہ "حدثنا مالک" یعنے امام مالک نے مجھ سے کہا یا کلام کیا۔ یا حدیث فرمائی۔ امام مالک کا مرتبہ ایسے اعلے درجہ پر پہونچ گیا تھا کہ اونکی شاگردی مین داخل ہونا گویا منجملہ مفاخر دنیاوی سے شمار کیا جا حالانکہ یہ عظمت نہ افتخار دینی ہے۔

امام مالک اس بیت کو اکثر پڑھا کرتے۔ ؎

وخیر امور الدین ما کان سُنۃً　　وشر الامور المحدثات البدائع

یعنے امور دین مین بہتر وہی طریقہ ہے جو کہ سُنت رسول اللہ ہے اور بدتر ہے وہ جو کہ محدثات اور بدعات ہین۔ بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ یہ شعر بھی حکمت سے خالی نہین کیونکہ مضمون حدیث کو موزون کر دیا ہے۔ اور امام مالک ہی کا قول ہے "لیس العلم بکثرت الروایۃ انما ہو نور یضعہ اللہ فی القلب" عمیق نے ایک روز پوچھا کہ "ما تقول فی طلب العلم؟" فرمایا "حسن جمیل لکن انظر ما یلزمک من حین تصبح الی ان تمسی فالزمہ" اور فرماتے تھے "لا ینبغی للعالم ان یتکلم بالعلم عند من لا یطیقہ فانہ ذل و اہانۃ للعلم"

لوگ کہتے ہین کہ امام مالک نے اپنی تمام عمر حرم مدینہ کی حد مین اپنی قضاے حاجت نہین فرمائی اور حرم کے باہر جاتے مگر از بس مجبوری کے وقت جبکہ آپ اشد مریض ہوتے۔ آپ کی مجلس ایسے رعب و داب کی ہوتی کہ کسیکو مجال نہ تھی کہ کوئی شور و غل کرتا۔ آپ کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ خود حدیث سُناتے نہین تھے بلکہ تلامذہ پڑھتے اور آپ سُنتے اور یہ قید اس وجہ سے تھی کہ اوس زمانہ مین ایک جماعت عراق کی قرأۃ علے الشیخ کو حدیث کے معاملہ مین مستند نہین جانتی تھی بلکہ سماع از لفظ شیخ زیادہ بہتر سمجھتی۔ اس وہم کے دفع کرنے کے لیے اکثر علماے مدینہ اور حجاز نے

اس طریقہ کو اختیار کیا تھا۔ لیکن ہمیشہ سے محدثین کا طریقہ یہی جاری تھا کہ قرأۃ الشیخ علی التلمیذ کرنے والے استاد ہوتے اور شاگرد سنتے۔ باوجود اس بات کے یحیی بن بکیر نے چودہ مرتبہ کتاب موطا کو امام مالک کی قرأت سے سنا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب آپ حدیث پڑھانے نکلتے تو وضو خوشبو ملاتے اور نہایت وقار اور عظمت اور شوکت کے ساتھ بیٹھکر پڑھایا کرتے۔ یہ حالت برابر اوسوقت تک رہتی جب تک آپ پڑھایا کرتے۔

علے بن طرطوسی سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اوسنے کہا کہ قرآن مخلوق ہے یا نہین۔ فرمایا کہ اس زندیق کو ماردو کیونکہ اوسکے کلام سے بہت فتنے پیدا ہوتے ہین آخرکار ویسا ہی ہوا کہ بعد وفات امام مالک کے فتنہ و فساد پیدا ہوا اور ایک کثیر جماعت اہل سنت کی مقتول اور ذلیل ہوئی۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ ایک روز مین امام کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور عیوب اور نقائص صحابہ کے ذکر کیے امام مالک نے اوس سے کہا کہ سنو تم اس آیت کو اور یہ آیت پڑھی "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینہم" اس مقام پر آپ پہونچکر لیغیظ بہم الکفار تک فرمایا اور کہا کہ جو کہ اصحاب پیغمبر سے بباطن مین ہین وہ اس کلمہ مین داخل ہین۔

اسی طرح پر جعفر بن عبد اللہ نے کہا کہ مین امام مالک کے پاس تھا کہ ایک شخص نے آکر معنے "الرحمن علے العرش استوی" کے دریافت کیے۔ امام مالک نے اس امر سے اظہار ملال فرمایا اور نظر نیچی کرکے دیر تک متفکر رہے یہانتک کہ پیشانی پر پسینا آگیا۔ کہا "استوی معلوم والکیف مجہول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ"۔ بعد اسکے حکم دیا کہ اس شخص کو نکالدو کہ صاحب بدعت ہے۔ لیکن اس واقعہ کی نسبت بھی بعد وفات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استوی علے العرش کے متعلق بھی بہت کچھ اختلافات وقوع مین آئے۔ بعض لوگ اسکے اثبات کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک گروہ نے اس سے انکار کیا اور ایک عالم زیروزبر ہوگیا۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی حلیۃ الاولیا مین سند صحیح سے روایت کرتے ہین کہ ابن مبارک کے دوستون مین سے کسی نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے ہم سے برکت اور عظمت دیدار و صحبت حضور کی لی۔ اگر اب ہمکو کسی امور دین مین کوئی ضرورت پیش آئے تو ہم کس سے دریافت کرین آنحضرت نے فرمایا کہ جو مشکل تمکو پیش آئے مالک بن انس سے دریافت کرو۔ اور یہ بھی اوسی کتاب مین روایت ہے کہ ابو عبد اللہ مولائے لیثین کہ متقی آدمی تھے اور نہایت عابد اور زاہد تھے۔ صحبت معنوی مین جناب سرور کائنات کی زیارت سے

مشرف ہوئے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف رکہتے ہین اور لوگ آپ کے گرد مجتمع ہین اور امام مالک آپ کے روبرو حاضر ہین آنحضرت کے سامنے مشک رکہی ہے۔ آپ اوس مشک سے تہوڑا سا امام مالک رحمہ اللہ علیہ کو عنایت فرماتے ہین اور امام مالک بطور نثار کے تمام لوگون کی طرف منتشر کرتے ہین جسکی تعبیر یہی ہوسکتی ہے کہ علم نبوی اول امام مالک مین ظاہر ہوا بعد اوسکے امام مالک کے واسطہ سے تمام لوگون مین پہونچا۔

محمد بن رمح مصری اوستاد مسلم صاحب صحیح فرماتے ہین کہ ایک روز آنحضرت کو خواب مین دیکھا مین نے عرض کیا کہ ہم لوگ مالک اور لیث کے علم وفضیلت مین اختلاف کرتے ہین کہ آیا مالک کا مرتبہ زیادہ ہے یا لیث کا۔ آنحضرت نے فرمایا مالک وارث تخت نبوی ہین۔ مین نے اوس تخت سے علم نبوی اور شریعت مصطفوی کو خیال کیا۔

واقدی بیان کرتے ہین کہ امام مالک کا یہ معمولی طریقہ تہا کہ مسجد مین نماز جمعہ اور جنازہ کی پڑہاتے بیمارون کی عیادت کرتے اور اون کی رفع حاجت کرتے مسجد مین ہی اکثر تشریف رکہتے۔ لوگ امام مالک کے پاس جمع رہتے۔ ابتداے زمانہ مین کچہ روز تک یہی معمول رہا۔ پہر تہوڑے دنون کے بعد مسجد مین بیٹھنا ترک کیا صرف نماز پڑہنے مسجد مین تشریف لاتے بعد اوسکے گہر چلے جاتے۔ اور نماز جنازہ وغیرہ مین نہ شریک ہوتے اور نہ کسی کے جنازہ کی مشایعت کرتے صرف اوسکے اہل وعیال کے پاس تعزیت کے طریقہ پر چلے جاتے لیکن کچہ دنون کے بعد ان سب دستورون کو ترک کردیا۔ جب لوگون نے اس معاملہ کو دریافت کرنا چاہا تو فرمایا ولیس کل الناس یقدر ان یتکلم بعذرہ۔

کچہ لوگون نے خلیفہ جعفر بن سلیمان عباسی سے جاکر کہا کہ امام مالک آپ کی بیعت خلافت کو قبول نہین کرتا ہے۔ جعفر اس امر سے نہایت خشمناک ہوا۔ امام مالک کو طلب کیا اور برہنہ کرکے تازیانہ کا حکم دیا اور دونون ہاتہ اس طرح کہچوائے کہ شانہ سے جدا ہو گئے لیکن یہ فعل امام مالک کے واسطے دنیا مین اعلے مرتبہ کی خصوصیت کا ہوگیا کیونکہ اب اس عذر سے کہ ہاتہ بندہ نہین سکتے تہے آپ ہاتہ چہوڑکے نماز ادا کرتے۔ آپ کے شاگردون کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ ارسال الیدین کی وجہ دریافت کرتے۔ لہذا فعل نفس الامر پر دلیل پکڑے اور یہ ایک طریقہ امام مالک کا ہوگیا کیونکہ موطا مین روایت ضم الیدین کی موجود ہے۔ ابن جوزی نے شذور العقود مین حوادث سنہ ۱۲۰ھ کے تحت مین لکہا ہے ‹‹ فیہا ضرب مالک بن انس

سبعین سواٹی لاجل فتوی لم توافق غرض السلطان" فتح الباری شرح صحیح البخاری مین لکہا ہے او۔ وہ عبد الرحمن بن مہدی کا قول ہے کہ سفیان ثوری علم حدیث مین امام ہین اور اوزاعی سُنت مین امام ہین اور امام مالک دونو مین امام ہین۔

کہتے ہین کہ مرد عالم سے اس حدیث مین امام مالک ہین "یضرب الناس اکباد الابل فلا یجدون عالماً ہو اعلم من عالم المدینۃ"

سفیان بن عیینہ اور ذہبی کا یہی قول تہا کہ مغرب اور مشرق مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جس کے اوپر میرا اعتقاد قوی تر ہو ضبط اور حفظ حدیث مین سواے مالک کے۔

ایک مرتبہ ہارون رشید نے امام مالک کو تین ہزار دینار دیے کہ ہمراہ میرے چلیے تاکہ مین کچہ آپ سے استفادہ حاصل کرون۔ امام مالک نے مدینہ کو چہوڑنا اس چند روزہ دنیا کی دولت کے معاوضہ مین کچہ اچہا نہ سمجہا۔ آپ نے فرمایا "لا اوثر الدنیا کلہا علے مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہزا د. بدرہ ان شئت نعم وان شئت فدعہا"

امام مالک تبع تابعین سے ہین اور بعض کے نزدیک تابعین مین ہین اسواسطے کہ عائشہ بنت سعد بن وقاص کو آپنے دیکہا اور وہ صحابیات مین ہین۔

ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے امام مالک کو منع کر دیا کہ روایت حدیث طلاق مکرہ کی نہ کرین۔ اور خلیفہ نے پہر اس حکم کی تعمیل کی جانچ کے لیئے ایک شخص امام مالک کے پاس بہیجا اوسنے امام مالک سے اس مسئلہ کو دریافت کیا۔ آپ نے بغیر جہجہک اور بلا تامل علے روس الاشہاد روایت کی کہ نہین طلاق اوپر مکرہ کے۔ ابوجعفر اس حرکت سے سخت ناراض ہوگیا اور ضرب تازیانہ کا حکم دیا لیکن امام مالک نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی اور فرمایا "الجدال فی الدین لیس بشئی"

ایک مرتبہ ہارون رشید نے امام مالک سے کہا کہ میرے پاس آپ تشریف لایا کیجیے تاکہ میرے لڑکے آپ سے حدیث سُنا کرین۔ یعنے آپ سے موطا پڑہین۔ فرمایا اے امیر المومنین یہ علم تمہارا ہے اگر تم اس کا اعزاز کروگے تو اقتدار علم زیادہ ہوگا اگر ذلیل کروگے تو ذلیل ہوگا "العلم یؤتی ولا یاتی" ہارون رشید نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اور اپنے لڑکون کو حکم دیا کہ تم سب مسجد مین جاکر طالب علمون کے ساتہ استماع موطا کیا کرو۔

آپ نے جب موطا کو تصنیف فرمایا تو دیگر علماے مدینہ نے بہی اس طرز اور روش پر

دیگر رسائل مؤطا تالیف کیے لوگون نے آکر عرض کیا کہ آپ بیکار اس قدر مشقت برداشت کرتے ہین کیونکہ اور علما بھی آپ کی اس تصنیف کے مثل تیار کر رہے ہین فرمایا مجکو اونکی تصانیف دکھلاؤ۔ لوگون نے لاکر پیش کین۔ آپ نے اوس مین غور فرما کے کہا کہ بہت جلد معلوم ہوجائیگا کہ کونسا فعل لوجہ اللہ ہے۔ چنانچہ وہ پیشینگوئی امام کی ظاہر ہوگئی کہ آج اون تصانیف کا نام و نشان بھی موجود نہین ہے۔

عتیق زہری کہتے ہین کہ امام مالک نے پہلے مؤطا کو دس ہزار حدیثون پر مرتب کیا اور آہستہ آہستہ انتخاب فرمایا کہ اس حالت موجودہ کو پہونچ گئی۔ جس زمانہ تک امام مالک بقید حیات رہے موطا کی تکمیل و ترتیب پوری نہین ہوئی بلکہ اوس وقت تک مسودہ ہی تھا اسی وجہ سے مؤطا کے نسخے مختلف الترتیب ہین اور ہر نسخہ دوسرے نسخہ سے کچھ نہ کچھ اختلاف و امتیاز رکھتا ہے امام مالک کے شاگردون نے اپنے طور پر ترتیب دیکر شائع کردیا اسی وجہ سے حدیثون مین قلیل فرق ہے۔ امام مالک کے زمانہ مین تقریباً ہزار شخصون نے مؤطا کی سند امام مالک سے لی اور ہر ایک شخص نے خواہ وہ فقیہ ہو یا صوفی یا محدث یا امیر یا خلیفہ سبھون نے تبرک سمجھکر مؤطا کی سند امام عالی مقام سے لی اور جو نسخے کہ بالفعل موجود ہین اون مین سے چند نسخے ہین سب سے زیادہ رائج اور مشہور نسخہ مخدوم الطوائف علما یحیی† بن یحیی مصمودی اندلسی کا ہے

† یحیی بن یحیی وہ شخص ہین جن کے سبب سے مذہب امام مالک نے رواج پایا جس طرح ابی یوسف نے مذہب حنفیہ کو رواج دیا اسی طرح پر ان بزرگوار کی ذات سے مذہب مالکی نے رواج پایا انکا نسب اس سلسلہ سے ہے ابو محمد یحیی بن یحیی بن کثیر بن وسلاس (بفتح واو و سکون سین مہملہ و بعد اللام الف و سین مہملہ) ابن شتمل ابن منقایا مصمودی وصادی بھی کہتے ہین منسوب بجانب صاد جو کہ ایک قبیلہ ہے مصمودہ سے انکے اجداد مین منقایا اول شخص ہین جنہون اسلام یزید عامر لیثی کے ہاتھہ پر قبول کیا نسبت لولاے اسلام لیثی کے ساتھہ منسوب ہوئے اور اولاد منقایا سے اول جس شخص نے اندلس مین سکونت اختیار کی وہ کثیر ہین۔ بعض لوگ یحیی بن وسلاس کو کہتے ہین وسلاس نے بھی یزید بن عامر کے ہاتھہ پر اسلام قبول کیا۔

یحیی بن یحیی قرطبہ رہنے والے ہین انکے دادا قرطبہ مین آکر مسلمان ہوئے۔ کچھ دنون تک یحیی بن یحیی نے زیاد بن عبد الرحمن سے موطا کو پڑھا بعد اوسکے مدینہ منورہ مین آئے اور امام مالک کی خدمت مین بیٹھکر (دیکھو صفحہ ۱۰)

اور جب کبھی موطا بولی جاتی ہے اوسکا اطلاق اس نسخہ پر ہوتا ہے۔ یعنے یحیی بن یحیی کا مرتب کیا ہوا جو نسخہ ہے وہی موطا ہمارے ہاتھ مین ہے اور اوسی نسخہ کو ہم موطا سمجھتے ہین

حافظ ابو عبد اللہ الحمیدی نے جزیرۃ المقتبس مین قعنبی سے روایت کرتے ہین کہ اوسنے کہا کہ مین مرض موت مین امام مالک کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین سلام کرکے بیٹھ گیا امام مالک تضرع اور زاری مین مصروف تھے مین نے عرض کیا کہ آپ کیون اس قدر روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن کیونکہ وہی شخص مستحق زاری ہے جس نے اپنی راے سے احکام الٰہی کی نسبت فتوے دیا۔ قسم ہے خدا کی مجھے نہایت تمنا ہے اور اس بات کو مین بہت اچھا سمجھتا ہون کہ عوض ہر فتوی اور مسئلہ کے جسکو مین نے اپنی راے سے لکھا ہے مجکو تازیانہ مارے جاتے تاکہ اوس جرأت اور خود رائی کا کفارہ ہو جاتا۔

یحیی بن یحیی سے روایت ہے کہ امام مالک کے مرض موت کا زمانہ ممتد ہو گیا تھا اور آپ

استماع موطا مین شرکت کی۔ یحیی بن یحیی اوس وقت مین ہیان پہنچے جو سال امام مالک کی وفات کا ہے یعنے سنہ ۱۷۹ھ مین۔ یحیی بن یحیی کا سن اوس وقت مین بیس برس کا تھا مالک کی وفات [illegible] تجہیز و تکفین مین شریک رہے [illegible] یحیی بن یحیی نے عبد اللہ بن وہب جو امام مالک کے اکابر شاگردون مین ہین اونسے بھی موطا کو سنا اور دیگر [illegible] سے بھی [illegible]۔

خاص تحصیل علم حدیث کے لیے دو مرتبہ سفر کیا۔ پہلی مرتبہ مین عبد اللہ بن وہب اور لیث بن سعد مصری اور سفیان بن عیینہ اور نافع بن نعیم سے حدیث [illegible] دوسری مرتبہ [illegible] صرف ابن قاسم سے تحصیل اور تفقہ کے لیے [illegible] معاودت کی اور اندلس مین آکر علما [illegible] ہوئے تمام [illegible] اندلس انہین سے استفتا و استخط کراتے اور با امتیاز لوگون مین نہایت وقعت سے دیکھے جاتے تھے۔ قبل انکی شہرت کے عیسیٰ بن دینار وہان کے گویا مفتی تھے اور انہین سے عام دفعہ فتوی لیتے تھے۔ عیسیٰ بھی اکابر تلامذہ امام مالک سے ہین۔

اکثر لوگون کا یہ قول ہے کہ امام مالک کے مذہب کی شہرت صرف انہین دونون علما ذی کی وجہ سے اندلس مین ہوئی لیکن ساتھ اسکے یہ بھی تھا کہ یحیی بن یحیی کو [illegible] طور سے نصیحت دیجاتی تھی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یحیی کو عاقل کہتے۔ [illegible] اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ تمام طلبا امام مالک کے حضور مین جمع تھے [illegible] درس حدیث ہو رہی تھی اون طالب علمون مین یحیی لیثی بھی تھے

انتقال کا زمانہ قریب تہا - رؤسا مدینہ اور فقہا عیادت کے لیے جمع تہے علاوہ اسکے جو لوگ کہ زیارت مدینہ منورہ کے لیے آئے تہے امام مالک کی یہ حالت سنکر وہ بہی دیکہنے کے لیے آئے اور اون کی آخری وصیت و نصیحت کا ہر شخص طالب تہا کیونکہ پہر یہ وقت نصیب نہ ہو گا یحی لیثی لکہتے ہین کہ اوس وقت مین نے شمار کیا تو ایک سو تئیس [۱۳۰] آدمی علما اور فقہا سے اوس مجمع مین جمع تہے مین امام عالیمقام کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام کرکے اب اسکا منتظر تہا کہ امام عالیمقام میری ایک جانب نظر عنایت فرماتین - بار بار اون کی نظر کے سامنے جاتا کہ میری طرف کسیطرح متوجہ ہون - اسی فکر مین تہا کہ امام عالی مقام نے آنکہہ کہولی اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا - الحمد اللہ الذی اضحک و ابکی و امات و احیی اسکے بعد فرمایا کہ وقت ہو خود اب پہونچ گیا اور قضا سر آن موجود ہوئی لقای باریتعالی کا وقت آگیا - یہ آخری کلمات ایسے دلچسپ لفظون مین تہے کہ اک متوحش حالت لوگونکے دلونمین پیدا ہو گئی -

---

کہ دفعۃً ایک غل مچا کہ ہاتی آیا ہی تمام تلامذہ اوٹہکر ہاتی دیکہنے ہو پہنچے - کیونکہ عرب مین ہاتہی نہایت غریب الوجود تہا آپس مین خبر یہ بیان کیا جب تا تہا کہ ہمنے ہاتہی دیکہا اور مبارکباد دیتے - چنانچہ ابو الشمقمق کہتا ہے

یا قوم انی رایت الفیل بعدکم — فبارک اللہ فی رویۃ الفیل

غرضکہ ہاتہی کے دیکہنے کا اس درجہ شوق لوگون کو رہتا تہا - مگر باوجود اس شوق و ذوق کے یحیی بن یحیے اوسی طور پر بیٹہے رہے اور سب انکے شریک ہاتہی کا تماشا دیکہنے کو اوٹہہ گئے - امام مالک نے انکے اس تمکن اور تحمل اور استقلال اور بردباری سے نہایت محظوظ ہوکر عاقل کا خطاب دیا -

باوجود اس علم و فضل کے امرا اور ملوک کے دربار مین بہت آمدرفت رکہتے تہے اور بہت رسا آدمی تہے امرا کی نظرون مین باوجود زہد و اتقی کے بہت بڑی عزت کے ساتہہ دیکہے جاتے - اس تمام رسائی اور تقرب پر ہرچند چاہا گیا کہ قاضی شہر ہون یا مفتی ہون لیکن ملازمت کی صورت مین رہنا پسند نہ کیا - تاہم یہ حالت تہی کہ تمام اندلس مین انکا سکہ بیٹہا ہوا تہا - اور وہانکے مفتی اور قاضی گویا سب انہین کے ماتحت تہے - کوئی بغیر انکی رائے کے فتوی نہ دیتا اور اس منصب کی تجویز کے لیے انہین سے رائے لیجاتی - ابن حزم ایک مقام پر لکہتا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ اور مذہب امام مالک ریاست اور سلطنت کے ذریعہ سے رواج پائے - قاضی ابو یوسف جب قاضی القضاۃ ہوئے تو انکے ماتحت جتنے قاضی تہے سب کو حکم تہا کہ امام حنیفہ کے

کوتہ بعلت بگوفت دست اجل | اے دو چشم وداع سر بکنید
اے کمعن دست وساعد و بازو | ہمہ تودیع یکدگر بکنید

تمام حاضرین امام مالک سے یہ آخری ودّاعی کلمات سُننے کے ساتھہ ہی امام مالک کے نزدیک جاکر جھک پڑے اور عرض کیا کہ یا ابا عبد اللہ اس وقت آپکی باطنی کیفیت کیا ہے فرمایا کہ مین نہایت مسرور اور خوش ہون کیونکہ میری تمام عمر یا تو طالب علمی مین گذرتی یا تعلیم حدیث مین صرف ہوئی۔ اس وقت مین اپنی تمام کوششون کو مشکور پاتا ہون اور تمام اولیاے کرام اور اولیا اللہ میرے نزدیک اہل علم ہین جو کہ بعد حضرت انبیا علیہ السلام کی خدا کی نزدیک نہایت عزیز ہین اور سب سے زیادہ اس امر سے مین خوش ہون کہ جو خداوند کریم نے اپنے بندون پر فرض کیا یا پیغمبر علیہ السلام نے مسنون فرمایا وہ سب احکام پیغمبر علیہ السلام کی زبان سے مجکو پہونچے

عہ مسلک پر فتوی دو اور یحیی بن یحیی نے اندلس مین یہی حکم جاری کیا تہا۔ گو وہ کسی منصب پر نہ تہے لیکن دربار شاہی مین انکا ایسا وقار اور عظمت تہی کہ سلطان وقت کسی قاضی یا مفتی کو بغیر مشورہ یحیی بن یحیی مقرر نہ کرتا۔ اور یہہ سواے اون لوگون کے جو کہ امام مالک کے پیرو تہے کسی کو قاضی نہ کرتے لیکن شاہ عبد العزیز دہلوی مذہب امام مالک کی شہرت اور رواج کی وجہ دوسری بیان کرتے ہین۔ وہ لکہتے ہین جمہور مورخین کا یہی قول ہے کہ دیار مغرب اور اندلس مین امام مالک کے مذہب کی وجہ یہ تہی کہ جو علما حج اور زیارت کو آتے اور جب وہ مراجعت کرتے انکے علم اور فضل و کمال کا تذکرہ کرتے اور انکے اقوال اور مذہب کو رواج دیتے اور یہی وجہ ہوئی کہ اوس دیار کے لوگون نے اونکی عظمت اور بزرگی کا خیال کرکے اون کی تقلید واجب سمجہی۔ امام مالک سے پیشتر سب اوزاعی کے مذہب پر تہے۔

اندلس مین یحیی بن یحیی کی ایسی عظمت اور عزت تہی جس سے ممکن ہے کہ مذہب امام مالک دیار مغرب اور اندلس مین انہین کے اثر سے پہیلا ہو۔ خصوصیت کے ساتہہ انہین دیار مین زیادہ شہرت کی وجہ سواے یحیی بن یحیی لیثی کے موثر نہین ہوسکتی کیونکہ کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ دیگر دیار و امصار مین کیون نہ زیادہ مقلد امام مالک کے ہوئے۔ بہرحال یحیی بن یحیی اپنی ذات سے امام مالک کے غایت درجہ کے منبع تہے۔ امام مالک کے عادات خصایل اور اقوال افعال مین بالکل امام مالک سے تشبہ پیدا کرلی تہی اور جو کچہ امام مالک سے سُنا تہا اوسی کے موافق

اور اعمال صالح کے ثواب کو ارشاد پیغمبر علیہ السلام سے دریافت کیا مثلاً آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ نماز کو ترک نہ کرے اوسکے لیے یہ یہ ثواب ہے اور یہ یہ نعمتین ہین یا جو شخص حج خانہ کعبہ کریگا اوسکے لیے ایسے ایسے مقام ہین اور یہ ثواب ہے۔ یا جو شخص کفار سے جہاد کرے گا اوس کے یہ فضائل اور یہ مراتب ہین اور علے ہذا القیاس سوائے عالم کے ان امورات سے کوئی مفصل طور پر واقف نہین ہو سکتا پس علم دین گویا میراث نبوت ہے کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مفصل طور پر تمام امورات کا علم تہا اور علاوہ علم دینیات کے علم ادب اور ریاضی اور فلسفہ بلا واسطہ حضرت کے تعلیم پاتے اور سیکہتے ہین۔ یہ علم میراث نبوت نہین ہے۔ پس جس شخص نے علم دینیات حاصل کیا گویا عجب کرامات اور ثواب کو حاصل کیا اور اوسنے نمونہ فضیلت وکرامت انبیا علیہم السلام سے پایا۔ ولایعلم کنہہ الا اللہ۔

بعد اسکے فرمایا کہ مین تمسے ایک حدیث روایت کرتا ہون جسکی مین نے اس وقت تک روایت نہین کی ہے۔ مین نے سُنا ہے کہ ربیعہ فرماتے تہے کہ قسم خدائے عزوجل کی اگر کوئی شخص نماز مین کوئی خطا کرے اور یہ نہین جانتا ہے کہ کس طرح کی نماز ادا ہوئی اور مجہسے آکر اوسنے پوچہا اور مین نے اوسکو بتایا کہ یہ فرض ہے اور یہ سنت ہے اور اس طرح پر اسکا یہ ثواب ہوگا اور یہ ہوگا۔ میرے نزدیک بہتر ہے اوس سے کہ اگر مجکو تمام دنیا مل جائے اور مین اوسکو راہ خدا مین صرف کردون۔ اور قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ اگر مجہکو کسی مسئلہ مین کوئی شبہ واقع ہو یا کسی روایت مین روایت حدیث سے شک پیدا ہوا اور میری طبیعت اوس شبہہ

---

۴۴۴ فتوے دیتے اور برخلاف امام مالک کے کسی دوسرے فتوی سے راضی نہ ہوتے باوجود اس امر کے کہ اوس زمانہ تک ایک مذہب کی تقلید نہ تہی صرف چار مسئلہ ایسے تہے جن سے یحیی بن یحیی کو امام مالک کے فتوے سے اختلاف تہا۔ اول قنوت صبح کی نماز مین ناجائز جانتے۔ دوسرے ایک شاہد اور قسم مدعی سے اثبات حق اونکے نزدیک نہ ہوتا۔ تیسرے درصورت نزاع زوجین تحکیم حکمین واجب نہ جانتے۔ چوتہے زمین مزروعہ کا کرایہ لینا درست جانتے۔ ان چارون مسئلون مین لیث بن سعد مصری کی رائے پر فتوی دیتے۔

باوجود اس تبعیت اور حسن عقیدت کے جوکہ امام مالک سے تہی لوگ یحیی بن یحیی پر صرف اسقدر مخالفت سے اعتراض کرتے۔ ماہ رجب ۲۳۴ھ مین انتقال فرمایا۔ اور مزار شریف قرطبہ مین ہے۔

کے دفع کرنے مین یا اوس روایت کے یاد کرنے مین متوجہ ہے اور سوتے جاگتے اوسی کا خیال لگا رہے۔ اوس بیقراری مین صبح سے شام ہوجاے اور پہر شام سے صبح ہو اور اسی حالت مین صبح کو کسی عالم سے اوس مسئلہ کو دریافت کرون اور وہ شبہ میرے دل سے نکلجاے اور مین مطمئن ہوجاؤن میرے نزدیک سرخ مقبول سے بہتر ہے۔

ابن شہاب کو مین نے بارہا سنا فرماتے تہے کہ قسم ہے خداے عزوجل کی کوئی شخص مقدمات دین مین مجہہ سے مشورہ کرے اور مین اوس فرض کا لحاظ کرکے کہ جو تمیز کو چاہیے تامل اور فکر ادنی اور صواب بتلاکے اوسکو حق اور راست بتلاؤن تاکہ اوسکا دین صلاحیت قبول کرے اور وہ راہ راست سے آگاہ ہوجاے اور جو رابطہ کہ دنیا مین اوس کے اور اللہ کے ہے زنگ کدورت نہ پیدا ہوے میرے نزدیک سو غزون سے بہتر ہے۔ یحیی بن یحیی کہتے ہین کہ یہ کلام آخری تہا جسکو مین نے امام عالیمقام کی زبانی سُنا۔

شافعی فرماتے ہین کہ میری پہوپہی نے ایک خواب دیکہا۔ اور صبح کو مجہہ سے کہا کہ مین نے ایک عجیب خواب دیکہا ہے۔ کوئی شخص کہتا ہے کہ آج کی رات اوس شخص نے انتقال کیا جو تمام دنیا مین جمیع اہل ارض سے از روے علم فقہ اور دین کے بہتر تہا۔ امام شافعی کہتے ہین کہ جب مین نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ وہ رات ۱۷۹ھ کی تہی۔ جس رات مین امام مالک نے وفات پائی۔ ابن الفرات نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ توفی لعشر مضین من ربیع الاول۔ سنہ ولادت آپکا نوے ہجری تہا یا ۹۵ھ۔ سمعانی کے نزدیک سن ولادت ۹۳ھ یا ۹۴ھ ہے۔ جنت البقیع مین مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام مالک کی عظمت و مرتبہ۔ اور حسن عقیدت عام طور پر دلون مین ایسی تہی کہ اگر کوئی حدیث اونسے روایت کی جاتی تو بالیقین اوسکے مطلب کا اثر دلپر جم جاتا۔ چنانچہ زیاد بن عبدالرحمن سے ایک واقعہ منقول ہے۔ کہ ایک روز ہشام امیر قرطبہ اپنے کسی مصاحب پر نہایت غصہ کر رہا تہا اور اوسکا سبب یہ تہا کہ اوس بدنصیب مصاحب نے ایک بیوقت کسی مکروہ چیز کی عرضی ویکر پیش کردی۔ امیر ہشام نہایت غضب آلود ہوا۔ اور حکم دیا کہ اس فرساق کے ہاتہہ کاٹ ڈالو۔ ابن زیاد بن عبدالرحمن بہی اوسوقت دربار مین موجود تہے ہاتہہ باندہ کے عرض کیا کہ اے امیر خدا آپکو توفیق نیک دے۔ مین نے ایک حدیث امام مالک سے سُنی ہے وہ فرماتے تہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کظم غیظاً یقدر علے انفاذہ ملاء اللہ قلبہ امناً وایماناً

یوم القیامۃ۔ بجرد اس حدیث کے استماع کے امیر ہشام کا غصہ فرو ہو گیا۔ اور کہا قسم کہاؤ کہ مین نے یہ حدیث امام مالک کی زبان سے سُنی۔ زیاد نے کہا واللہ مین نے یہ حدیث امام مالک کی زبان سے سُنی ہشام نے اوس مصاحب کی خطا معاف کی۔ اور اُسکو رہا کیا۔

امام مالک کا مذہب جن لوگون کے سبب اندلس مین رواج پایا اون لوگون مین اول زیاد بن عبدالرحمن ہین۔ امام مالک اپنے اجلہ شاگردون سے نہایت وقار اور عزت سے پیش آتے چنانچہ عبداللہ بن سلمہ القعنبی کے تذکرہ مین لکہا ہے کہ عبداللہ بن سلمہ القعنبی ایک مرتبہ بصرہ سے مدینہ منورہ مین آتے تہے امام نے جب خبر سنی تو آپ اپنے دولت سرا سے اونکے استقبال کے لیے نکلے اور اپنے یارون سے کہا کہ اوٹہو عبداللہ بن سلمہ القعنبی سے ملاقات کرو کہ وہ بہترین علما مین سے ہین اوسکا استقبال کرین۔ اپنے شاگردونکو تعلیم ادب اور وعظ و نصیحت مین زجر و توبیخ بہی فرماتے اور اونسے محبت اور شفقت سے بہی پیش آتے۔ امام مالک اپنے آخر زمانہ مین بہت ضعیف ہو گئے تہے ابو یحیی معن بن عیسی بن دینار آپکے اجلہ شاگردون مین تہے آپکے حجرہ کے دروازہ پر برابر حاضر رہتے جو کچہہ آپ فرماتے اور جو آپکی زبان سے نکلتا اوسکو بہی سنتے اور جب آپ حجرے سے نکلتے تو ابو یحیی معن بن عیسی کے کندہے پر ہاتہہ رکہکر مسجد نبوی مین نماز کو جاتے کیونکہ بسبب ضعف پیری کے چلنے مین بغیر سہارے کے تکلف ہوتا۔ چنانچہ ابو یحیی بن عیسی بن دینار کو لوگ عصاے مالک کہتے۔ جس زمانہ مین کہ ہارون رشید اور اوسکے دونو لڑکے امین و مامون استماع موطا کے لیے آتے اوسوقت بہی عیسی بن دینار قاری موطا تہے

ابو نعیم امام مالک سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ ہارون رشید نے مجہہ سے ایک مرتبہ مشورہ کیا کہ مین چاہتا ہون کہ موطا کو خانہ کعبہ مین لٹکا دون اور لوگونکو حکم دون کہ جو کچہہ موطا مین ہے اوسپر عمل کرین۔ امام مالک فرماتے ہین کہ مین نے کہا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فروعات مسائل مین اختلاف کیا ہے اور وہ اختلافات تمام ممالک مین مشہور ہو گئے ہین اور ہر ایک اون اختلافات کا صحیح ہے۔ ہارون رشید نے کہا وفقک اللہ یا ابا عبداللہ

ابن سعد طبقات مین امام مالک سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ جب خلیفہ منصور حج کو آیا مجہسے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ موطا کو لکہوا کر تمام شہرون مین بہیجدون اور تمام مسلمانون کو حکم دون کہ تم اسپر عمل کرو اور کوئی مسئلہ برخلاف موطا کے نہ ہو۔ امام مالک فرماتے ہین کہ مین نے کہا اے امیر المومنین آپ ایسا نہ کرین کیونکہ لوگون کو بہت سے مختلف قول احادیث کے متعلق پہونچ چکے ہین اور بہت لوگون نے سماعت حدیث کی۔ جنسے لوگون نے اخذ احکام و مسائل کیا اور جو اونکو پیشتر اسکے

پہونچا اوسکو نہایت صحیح اور درست جانتے ہین جسکی نسبت مین درحقیقت کچہ شک ہی نہین ہوسکتا بہتر ہے کہ اون لوگون کو اونکی حالت پر چہوڑ دیا جاے۔

ائمہ اربعہ کی تصانیف سے سواے موطا امام مالک کے اور کوئی تصنیف ائمہ ثلاثہ کی مشہور نہین ہے کیونکہ جو کتب کہ ائمہ ثلاثہ کے نام سے مشہور کی گئی ہین وہ درحقیقت اونکی تصنیف نہین ہین۔ بلکہ دیگر علما اور اونکے شاگردون نے اونکے اقوال جمع کرکے اوس کتاب کو اونکے نام سے مشہور کر دیا۔ لیکن موطا امام مالک امام عالیمقام کی حیات تک پوری ہوچکی تہی صرف اختلاف نسخ اسوجہ سے ہے کہ امام عالیمقام کے شاگردون نے جسوقت پایا اوسکی نقل کرلی اور امام مالک برابر موطا کو دیکہتے رہے اور اوسکی ترتیب مین ترمیم رہی اسوجہ سے اکثر نسخ مین منفردات حدیث پائی گئین یعنے بعض احادیث ایسی ہین جو ایک نسخہ مین پائی گئین دوسری مین نہین ہین چنانچہ سولہ سترہ نسخے موطا کے ہین اور ہر ایک شاگرد کے نام سے مشہور ہین۔ پہلا نسخہ موطا کا یحیی بن یحیی کا ہے جسکے مفصل حالات لکہے گئے۔ دوسرا نسخہ عبداللہ بن وہب کا ہے تیسرا نسخہ عبداللہ بن مسلمہ القعنبی کا ہے چوتہا نسخہ ابن قاسم کا ہے۔ پانچوان نسخہ معن بن عیسی کا ہے چہٹا نسخہ عبداللہ بن یوسف تنیسی+ کا ہے ساتوان نسخہ یحیے بن بکیر کا ہے۔ ابن بکیر کہتے ہین کہ مینے موطا کو امام مالک سے چالیس مرتبہ پڑہا لیکن مین اکثر سماعت مین شریک رہا۔ ابن بکیر کی موطا مین چالیس حدیثین ثنائی ہین یعنے امام مالک سے صرف دو ہی واسطے آنحضرت تک اوس حدیث مین ہین۔ ان چہل حدیث کا ایک جدا رسالہ دیار مغرب مین مرتب ہوکر شائع ہوا ہے وہان موطا کی سند لینے کے لیے اوستاد کے سامنے اوسی موطا کو پیش کرتے ہین اوس چہل حدیث مین اول حدیث یہ ہے کہ امام مالک "نافع" اور "ابن عمر" سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی نماز عصر قضا ہوئی توگویا اوسکا گہربار تاراج ہوگیا۔ آٹہوان نسخہ سعید بن غفیر کا ہے۔ نوان نسخہ ابو مصعب زہری کا ہے۔ دسوان نسخہ مصعب بن عبداللہ زہری کا ہے۔ گیارہوان نسخہ محمد بن مبارک صوری کا ہے۔ بارہوان نسخہ سلیمان بن برد کا ہے۔ تیرہوان نسخہ یحیی بن یحیی تمیمی کا ہے۔ چودہوان نسخہ ابو حذافہ سہمی کا ہے۔ پندرہوان نسخہ سوید بن سعید کا ہے سولہوان نسخہ امام محمد بن الحسن شیبانی کا ہے۔

سید برکات احمد

+ تنیس ایک شہر ہے دیار مغرب میں۔ عبداللہ بن یوسف نے اپنی آخر عمر مین وہان سکونت اختیار کی اسوجہ سے تنیسی مشہور ہوئے لیکن اصل مین دمشقی ہین۔

قوت ذاکرہ

ذکر اوس قوت کا نام ہے جس سے ہم موجودہ زمانہ کی معلومات کو یاد رکھتے ہین اور زمانہ گذشتہ کے ادراک کو حاضر فی الذہن کر لیتے ہین۔

جس چیز کو ہمنے کل دیکھا تھا آج بھی ہم جانتے ہین کہ ہمنے اوسے دیکھا ہے۔ اسوقت بھی اوسکا تصور ذہن مین ہم اوسی طرح کرتے ہین جس طرح آنکھوں سے دیکھنے کے وقت کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس قوت مین دو فعل ہین۔

۱- ایک تو یہ کہ فی الحال جو ہم معلوم اور ادراک کرین اوسے حفظ کرین۔

۲- دوسرے زمانہ ماضی مین جو ہم نے ادراک اور معلوم کیا تھا اوس کو اس وقت حاضر فی الذہن کرین۔

پچھلی گذشتہ باتون کا یاد آنا۔ اور موجودہ باتون کا ذکر لینا دونون مین جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔

بعض شخص بہ نسبت اسکے کہ گذشتہ باتون کو یاد رکھین اور اونکا ذکر کرین موجودہ بات کو جلد یاد اور حفظ کر لیتے ہین۔ اور بعض اسکے بالعکس۔

باعتبار افعال ذکر کے آدمیون کی آٹھ قسمین ہین

۱- ایک تو وہ کہ جلد حفظ کر لیتے ہین۔ اور عرصہ تک ذہن مین باقی رہتی ہے۔ اور جب چاہتے ہین جلد اونکو یاد پڑ جاتی ہے۔

۲- دوسرے وہ کہ جلد حفظ تو کر لیتے ہین۔ اور مدت تک ذہن مین باقی بھی رہتی ہے۔ لیکن جب چاہتے ہین جلد اونکو یاد نہین پڑتی۔

۳- تیسرے وہ کہ جلد حفظ تو کر لیتے ہین۔ لیکن بہت تھوڑی دیر اونکے ذہن مین باقی رہتی ہے مگر یاد جلد پڑ جاتی ہے۔

۴- چوتھے وہ کہ جلد حفظ کر لین۔ اور جلد بھول جاوین۔ اور جلد اون کو یاد نہ پڑے

۵- پانچوین وہ کہ مشکل سے حفظ کرین۔ اور عرصہ تک قائم رہے۔ اور جلد اونکو یاد پڑے۔

۶- چھٹے وہ کہ مشکل سے حفظ کرین۔ اور عرصہ تک قائم رہے۔ اور جلد یاد نہ پڑے

۷۔ ساتوین وہ کہ شکل سے حفظ کرین۔ اور عرصہ تک قائم رہے۔ اور جلد یاد آجاوے۔

۸۔ آٹھوین وہ کہ شکل سے حفظ کرین۔ اور عرصہ تک قائم نہ رہے۔ اور شکل سے یاد آوے۔

قسم اول کے آدمی اعلے درجہ کے سمجھے جاتے ہین

جب ہم اکابر علماء و حکماء مشہورین کے حالات کو دیکھتے ہین تو اوسی قسم کے پاتے ہین شیخ الرئیس ابو علی بن سینا نے اپنے حالات مین لکھاہے کہ وہ مطول کتابین جنکو بیس برس سے زائد ہوا کہ مین نے ایک نظر دیکھا تھا اس وقت تک میرے حافظہ مین بالفاظہا اس طرح موجود ہین کہ گویا ابھی مین نے اونکو دیکھا ہے۔

مسٹر ڈانبل صاحب یورپ کے فلاسفر لکھتے ہین کہ ملٹن۔ ونپولین۔ وہملٹن کی یہ عادت تھی کہ بہت جلد یاد کر لیتے تھے۔ اور ایک مدت تک اونکو یاد رہتی تھی اور جب چاہتے بہت جلد سہولت سے حاضر فی الذہن کر لیتے تھے۔

جس طرح پر اشخاص مختلف ہوتے ہین اوسی طرح پر یہ قوت ذکر بھی لوگون مین مختلف ہوتی ہے پس بعض آدمی تو ایسے ہوتے ہین کہ ایک مرتبہ کے پڑھ لینے مین یا ایک نظر کے دیکھنے مین اونکو یاد ہو جاتی ہے۔ اور بعض روز دیکھتے ہین یا سنتے ہین یا سنتے ہین مگر اوسے ذکر نہین کر سکتے۔ باوجودیکہ اونکی عقل سلیم ہوتی ہے اور فہم مین کوئی قصور نہین ہوتا ہے۔

ڈاکٹر جانسن کے حالات مین لکھا گیا ہے کہ جسقدر کتابین اوسنے تالیف کی تھین بالفاظہا اوسکو زبانی یاد تھین۔

کیخسرو شاہ فارس کے حال مین لکھاہے کہ اپنے تمام لشکر کے ہر سپاہی کا نام اوسے یاد تھا اور وہ سب کو پہچانتا تھا۔

سر ولیم ہملٹن نے لکھاہے کہ میرے زمانہ کے بعض بڑے عاقل اور فاضل جنکی عقل و لیاقت مسلم ہے اپنی قوت ذاکرہ کے اس قدر شاکی ہین کہ اپنی خدام اور گھر والون کے نام اونکو یاد نہین رہتے۔ اور چندبار اون لوگون نے مجھ سے کہاہے کہ اگر زیادہ عمر تک جینا نصیب ہوا تو خوف ہے کہ ہم اپنے نام خود بھول جاوینگے۔

اور اس قوت ذکر مین بہ اختلاف موضوع کے بہی لوگون مین اختلاف پایا جاتا ہے- جس لوگون کا ذاکرہ تواریخ مین ایسا قوی ہوتا ہے کہ دوسرے فن یا دوسری بات مین نہین ہوتا ہے- اور بعض شخص کا اشکال ہندسہ مین- اور بعض کا ہیات بشری مین جتنے کہ جس آدمی کو ایک نظر دیکہ لین تو برسون کے بعد فوراً اوسے پہچان لیتے ہین-

اگرچہ کبہی یہ اختلاف قوت ذاکرہ کا اور مناسبت خاص کسی امر یا علم سے تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے مگر اکثر اصلی اور خلقی اختلاف ہوا کرتا ہے-

جس شخص کی قوت ذاکرہ قوی ہو یہ ضرور نہین ہے کہ اور قوتون کا بہی یہی حال ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ شخص ذی عقل اور فہیم بہی ہو- کیونکہ دیکہا جاتا ہے کہ بعض کی قوت ذاکرہ قوی ہے لیکن اور قوتون کا حال اوسکے خلاف ہے- اور بعض ایسی ہین کہ حفظ کی قوت بڑی ہے ذکر کرتے ہین مگر خود اوسے سمجہ نہین سکتی-

ایسے شخص بہی نظر آتے ہین کہ بہت سی عبارات و الفاظ اونکو یاد ہین مگر اوسکے معنے آجتک وہ نہین سمجہے ہین اور نہ اونکی سمجہ مین آتے ہین-

سن کے اعتبار سے بہی قوت ذکر مین تغیر ہوا کرتا ہے بلکہ بخلاف اور قوتون کے یہ قوت سن طفولیت مین کامل ہوتی ہے-

اسلیے کہ آدمی بہت سی دقیق باتین اپنے سن طفولیت مین یاد کر لیتا ہے جب تک لڑکا پانچ برس کی عمر تک پہونچے اپنے وطن کے لغات و الفاظ و محاورات سے بہت کچہ یاد کر لیتا ہے- جتنے کہ اگر بعد اوسکے دس برس تک غیر زبان اوسے سکہائی جاوے تو غالباً اس قدر نہ سیکہہ سکیگا- اگر بچپن مین ایسی جگہہ تعلیم ہو جہان مختلف زبانین بولی جاتی ہون تو بہت سہولت سے سب لغات اوسے حفظ ہو جاتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن مین قوت ذاکرہ کو عظیم کمال رہتا ہے-

جس طرح یہ قوت ذاکرہ سب قوتون سے پہلے کامل ہو جاتی ہے اوسی طرح سب سے پہلے اوس مین ضعف بہی شروع ہوتا ہے اور جب بڑہاپے سے قوت ذاکرہ مین ضعف آجاتا ہے اور ہم بہولنے لگتے ہین- دیکہتے ہین کہ اوس حالت مین بہی ہم اون چیزون کو جنہین سن طفولیت مین ہم نے سیکہا تہا نہین بہولتے ہین- اسی سے اکثر بہت بوڑہے آدمی لڑکپن کی باتون کا زیادہ ذکر کرتے ہین-

یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ بلند یاد کر لیتے ہین جلد بھول بھی جاتے ہین۔ میرے خیال مین شاید اس کا سبب رطوبت دماغی ہوتی ہے کیونکہ یہ رطوبت کا خاصہ ہے کہ جلد نقش قبول کرتی ہے اور جلد اوسے قائم ہی نہین رکھتی۔ اور بخلاف اسکے یبوست دماغی۔

چونکہ اشکال وصورت کا قبول اشیا مین رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور حفظ و قیام صورت واشکال یبوست سے۔ دیکھو پتھر وغیرہ پر جب نقش کردیا جاوے تو پھر قائم رہتا ہے کیونکہ اوس مین یبوست حافظ صورت موجود ہے۔

بخلاف پانی کے کہ جس طرح پر جلد قبول صورت کرتا ہے حفظ صورت واشکال نہین کرتا کیونکہ وہان یبوست نہین ہے جو حافظ صورت واشکال ہو اسی وجہ سے پھر فوراً نقش مٹ جاتا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ نقش برآب۔

وقت اور مدت کو بھی قوت ذاکرہ مین ایک قسم کا دخل ہے۔ کل جو بات ہم یاد کرتے ہین آج بخوبی ہم اوسے ذکر کر سکتے ہین مگر جس قدر زمانہ زیادہ گذرتا جاویگا اوسی قدر حفظ مین کمی آتی جاوے گی حتے کہ دس پانچ برس بعد ہم بالکل اوسے بھول جاتے ہین۔ ہان اگر درمیان مین پھر اوسے ذکر دیا یاد کیا کرین تو وہ قائم رہ سکتی ہے۔

اسی طرح پر نسیان کی آفت مین انسان مبتلا ہوتا ہے اگر چند امور کا لحاظ رکھے تو امید ہے کہ اس آفت نسیان سے محفوظ رہے۔

اول یہ کہ جو بات بہت واضح طور پر سمجھکر آدمی ذہن نشین کر لیتا ہے اگرچہ زمانہ زیادہ گذر جاوے وہ جلد نہین بہولتی۔ اور اگر بات غیر واضح یا مجمل اور مبہم ہو یا اچھے طور پر سمجھ مین نہ آوے یا نہ آئی ہو تو گو یاد کر لیوارے مگر جلد بہول جاتی ہے۔

جس قضیہ ہندسیہ کے برہان ہم اچھے طرح پر سمجھ لیتے ہین اور کا بہولنا مشکل ہوتا ہے اور بخلاف اوس کے وہ قضیہ ہندسیہ جس کے براہین ہم نے پورے طور پر نہ سمجھے ہون جلد بہول جاتے ہین۔

وجہ اوس کی یہ ہے کہ ہماری معرفت صرف یاد کر لینے اور پڑھ لینے پر موقوف نہین ہے بلکہ سمجھ پر اوسکا بہت بڑا حصہ موقوف ہے۔

آدمی اگر اپنے گذشتہ امورات کو یاد کرے اور خیال کرے تو دیکھ لیگا کہ جو امر اوسنے جس قدر

وضاحت سے اچھی طرح پر سمجھا تھا اوسی قدر خوب یاد ہے۔

دوسری وہ وہ باتین جو آپس مین کوئی علاقہ نہ رکھتی ہون یا وہ بات جو کسی دوسری بات سے علاقہ نہ رکھتی ہو جلد بھول جاتی ہے۔ اور جن مین یہ علاقے پائے جاتے ہین وہ جلد یاد آجاتے ہین۔

مثلاً یہ بات کہ فلان پہاڑ کے فیٹ بلند ہے چونکہ کسی دوسری بات سے تعلق نہین رکھتا ہے اسوجہ سے جلد بھول جا سکتا ہے۔

لیکن اس آفت سے بچنے کا علاج یہ ہے کہ ایک دوسری شئے فرض کرین جسکو اس پہاڑ کی بلندی سے کچھ علاقہ ہو (اگرچہ یہ وہمی طور پر ہو) تو ایسی صورت مین ہم کو یاد پڑ سکتا ہے۔ مثلاً ہم یہ فرض کر لین کہ فلان پہاڑ اس درخت یا اس بلند چیز سے جسکی مقدار کو ہم جانتے ہین دس فیٹ زیادہ بلند ہے تو پھر اس مکان یا چیز کے دیکھنے سے ہم کو اکثر یہ بات یاد آجاوے گی اور اس علاقہ کے سلسلہ سے جلد بھول بھی نہ جاوے گی۔ اگرچہ اس مکان یا چیز اور اوس پہاڑ کے درمیان مین فی الحقیقت کوئی علاقہ نہ تھا لیکن ہم نے وہم مین ایک علاقہ دونون مین پیدا کر لیا جو ہمکو متنبہ کرتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت مین عرب کا یہ شعار تھا کہ وہ اونگلی مین یادداشت کے لیے ایک ڈورا باندہ لیتے تھے اور اوسے رتیمہ کہتے تھے۔

ہندوستان مین بھی اکثر اس قسم کے رسوم جاری ہین کہ باتون کے یاد رکھنے کے لیے بند وغیرہ مین کہین گرہ دے لیتے ہین۔ یہ سب ایک قبیل کے وہمی علاقے ہین۔ لیکن اس وہمی علاقہ کے ساتھہ انتباہ اور اہتمام بھی ضرور ہے ورنہ محض وہم کچھہ کام نہین آتا۔

تیسرے جب کوئی بات بھولنی شروع ہو اگر پھر ایک مرتبہ اوسے ذکر کر لین تو وہ پھر ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ جب تک کل کے سبق کو ایک مرتبہ دوہرا نہ لو آج کا سبق نہ پڑہو اور جب تک کسی کتاب کے مطالب ذہن نشین نہ ہو جاوین اوسے ترک نہ کرو۔

چوتھے اس قسم کے یقینی واقعات اکثر ہوئے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی بھولی باتین دفعتہً آدمی کو خود بخود یاد آجاتی ہین اور اسکی وجہ یہ سمجھی گئی ہے کہ ایک قسم کا تغیر مجہول جسے ہم سمجھہ نہین سکتے آلات ادراک مین مادی ہو جاتا ہے جس سے بھولی باتین

یاد پڑجاتی ہیں۔

اس سے زیادہ کوئی وجہ قوی اوسکا سبب اس وقت تک معلوم نہین ہوا ہے یورپ کے فلاسفر اور ڈاکٹر بھی اب تک کوئی واضح اور صریح علت نہین دریافت کرسکے ہین۔ صرف تجربہ سے ڈاکٹرون نے لکھا ہے کہ یہ امر آدمی کو اکثر درد کی بیماریون مین ہوتا ہے۔

چنانچہ سرولیم ہیملٹن نے لکھا ہے کہ مسٹر ٹانٹ امریکا کا ایک بڑا لائق فلاسفر اور عالم تھا وہ ایک سخت مرض مین مبتلا ہوا اور جب اچھا ہوا تو سارے علوم اس طرح بھول گیا گو یا جاہل مطلق ہے۔ اوسنے پھر پڑھنے پر ہمت باندھی اور لڑکون کی طرح حروف ہجائیہ سے پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ بعد چندے جب وہ نحو وصرف کے قواعد تک پہونچا دفعتہً سخت دردسر مین مبتلا ہوگیا جب چند منٹ کے بعد وہ دردسر جاتا رہا سارے علوم جیسے وہ بھول گیا تھا اوسے پھر یاد پڑگئی اور وہ پھر اپنی اصلی علمی حالت پر عود کرگیا۔

اس قسم کے صدہا واقعات حکماء یونان ویورپ کی کتابون سے پتہ ملتا ہے جس کا لکھنا طوالت سے خالی نہین۔

اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کبھی خیالی بات اور ذکر تمیز مین غلطی کرتا ہے اور فرق کرنے مین متردد ہوتا ہے۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک خیالی بات کہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری دیکھی ہوئی یا حفظ کی ہوئی بات ہے۔

اکثر وہ شخص جسکو جھوٹ بولنے کی عادت ہوجاتی ہے بوجہ اسکے کہ بدون کسی حس ادبی کے جھوٹ سے سچ اور سچ سے جھوٹ کی طرف انتقال کیا کرتا ہے اوسکی قوت تمیزہ مین فرق آجاتا ہے اور حق وباطل سچ اور جھوٹ کی تمیز اوس مین کم ہوجاتی ہے جسنے کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سمجھنے لگتا ہے۔

اور کبھی انسان بغیر قصد کے بھی جھوٹ بولتا ہے اوسکی وجہ اکثر یہ ہوتی ہے کہ کسی جھوٹی بات کو مکرر سنتا ہے اور اوسکے دل مین جم جاتی ہے اور بعد چندے جب اوسے وہ ذکر کرتا ہے تو اوسے توہم ہوتا ہے کہ اوسنے بچشم خود دیکھا تھا اس لیے حکماء نے منع کیا کہ جھوٹون کی صحبت سے پرہیز لازم ہے کہ اس بلا مین مبتلا نہو۔

ڈانیل صاحب لکھتے ہین کہ ایک بڑے سچے ذی رتبہ نے گواہی دی تھی کہ فلان شخص نے

میرے روبرو یہ وصیت کی۔ حالانکہ اوس وقت مین اس شخص کی پیدائش ہی نہین ہوئی تھی۔ تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ لڑکپن کے زمانہ سے برابر لوگون سے مکرر اس وصیت کو سنتا گیا یہان تک کہ ایک مدت کے بعد یہ وہم مین آگیا اور ذہن نشین ہوگیا کہ اپنے کانون سے اوس وصیت کو سنا تھا۔

جو ادراک کہ ہمکو حواس ظاہری سے ہوتا ہے اوسکے لیے شے کا خارج مین موجود اور حواس کے پاس حاضر رہنا ضروری ہے۔ مثلاً جس چیز کو ہم دیکھ کر یا چھو کر معلوم کیا چاہین تو اوس چیز کا آنکھون کے سامنے اور ہاتھون کے پاس خارج مین پایا جانا ضروری ہے لیکن وہ ادراک جو ذکر کے ذریعے سے ہوتا ہے اوس مین شے کا خارج مین موجود اور حاضر ہونا ضروری نہین ہے۔ بلکہ بعد الادراک چیز کا خارج مین ہونا نہونا باعتبار ذکر کے مساوی ہے۔ کیونکہ ادراک کی ہوئی چیز کی صورت خیالی جو عقل مین موجود رہتی ہے اوسپر پھر عدم اور وجود خارجی کا کوئی اثر نہین پڑتا۔

مثلاً ایک ایسے مکان کا ہم ذکر کرین جسے پارسال ہمنے دیکھا تھا اور اوسکی صورت ہمارے خیال مین موجود ہے اور اب یہ معلوم ہو کہ وہ مکان جلکر خاک ہوگیا اور نیست و نابود ہوگیا تو اس خبر سے اور حال سے ہمارا ذکر موقوف اور معطل نہ ہو جایگا اور نہ وہ صورت جو ہمارے ذہن مین موجود ہے اوسکو کچھ صدمہ پہونچے گا۔

کسی حالت عقلی یا ایسے تاثیر کے ادراک کا جو بذریعہ حواس ظاہری کے وجدانی طور پر ہو ذکر نہین ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص کسی کہانے کا مزہ یا کسی چیز کی خوشبو بیان کیا چاہے تو بجز اسکے کہ کہے کہ اچھا تھا یا برا۔ یا کہایا ہے یا سونگھا ہے اور کچھ نہین کہہ سکتا اور نہ اوس لذت کو بیان کر سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ ذکر کرنے کے لیے ایک قسم کا تصور بھی ضروری ہے بلکہ اس تصور کو قوت ذکر کے فعل کا ایک جزو سمجھنا چاہیے۔

اسی لیے جب ہم کسی چیز کا ذکر کیا چاہتے ہین تو جب تک اوسکی صورت ذہن مین نہ لاوین تب تک اوسکا ذکر نہین کر سکتے۔ مثلاً کسی مکان یا کسی شہر کا جسے کسی زمانہ مین ہم نے دیکھا ہو ذکر کرنا چاہین تو پہلے خواہ مخواہ اوسکی صورت ہمارے ذہن مین آوے گی تب مطابق اوس صورت کے ہم ذکر شروع کرینگے۔

چونکہ خوشبو یا طعام اور دو عقلی حالت کی صورت ذہن مین نہین آسکتی اس وجہ سے

اوسکا ذکر بھی ہم نہین کر سکتے اور نہ اوسے بیان کر سکتے۔ ہان ایک سمع کی حالت اس حکم کلی کے خلاف ہے کیونکہ گو شعور بواسطہ سمع کے بھی ایک طرح کا بسیط ہوتا ہے لیکن اوس کا تصور آدمی کر سکتا ہے۔ مشاق گانے والا جب کسی لحن کو سُنے تو وہ اپنے ذہن مین اوس لحن کا خیال اور تصور کرکے اوسکی نقل کر سکتا ہے اور اوسی طرح پر گا سکتا ہے۔

ذکر کی ایک حالت اور بھی ہوا کرتی ہے وہ یہ کہ کبھی ذکر ناتمام ہوتا ہے تو اوس حالت مین آدمی کو اختیار سے کام لینا ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہماری دستخط ہوتی ہے یا ہمارا کچھ لکھا ہوتا ہے اور ہم بھول جاتے ہین اور جب ہم اوسے دیکھتے ہین تو کچھ یاد پڑتا ہے اور کچھ نہین۔ ایسے شک کی حالت مین ہو جاتے ہین۔ اور ہان اور نہین کچھ نہین کہا جاتا اکثر ایسی حالت مین انسان اپنے اختیار سے سلب اور انکار کی طرف زیادہ مایل ہوتا ہے اور نہین کہنے پر زیادہ راسے قائم ہوتی ہے۔ گویا شک کی حالت مین سلب کی طرف میلان انسان کی ایک طبعی صفت ہوتی ہے۔

دینیات مین یہ قانون [illegible] جاتا ہے چنانچہ شریعت محمدی مین یہ اصول قائم کیا گیا کہ کسی عمل کے جائز و ناجائز ہونے مین شک ہو تو ترک کرنا چاہیے کیونکہ یہ امر مطابق قانون طبعیت اور خاصہ انسانی کے ہے۔

سید محمد عفی عنہ۔ غازی پوری

روئداد سالانہ انجمن حمایت اسلام بھاگلپور

اس انجمن کا سالانہ جلسہ ۲۷۔ جنوری ۱۸۹۳ء سے شروع ہوکر ۲۹۔ جنوری روز یکشنبہ کی شام کو ختم ہوا۔

اول روز کا جلسہ بعد نماز جمعہ مسجد ملاچک مین شروع ہوا جسکے صدر انجمن جناب شاہ اشرف عالم شہبازی تھے۔ جناب مولانا عبد الحق صاحب دہلوی نے مسلمانون کی نشانیان اور موجود خرابیان اور اونکے فلاح کی تدبیرین نہایت خوبی اور پُر اثر مضمون مین بیان فرمائین جس سے حاضرین پر عجیب وغریب اثر پیدا ہوا۔ بعد نماز عصر جناب مولوی حیدر علیخان صاحب لکھنوی نے دریاے رحمت الٰہی کی موجون سے غم والم موجودہ کو دور فرمایا۔ بعد نماز مغرب جناب مولوی قادر بخش صاحب سہسرامی نے افواج شیطانی کے محاصرہ سے ڈرا کر رحمانی وسائل

اس خوبی سے بیان فرماے کہ جو لوگ گریان تھے خندان ہو۔ جو مغموم تھے مسرور ہو گئے۔ دوسرے دن صبح سے جلسہ جامع مسجد خلیفہ باغ مین شروع ہوا اور جناب مولوی قادر بخش صاحب موصوف نے وہی بحر بیانی شروع کی اور مولانا اور فصاحت گویا اجاری معلوم ہوتا تھا۔ بلاغت اور فصاحت اور قوت بیانیہ پر سامعین کو حیرت تھی اور نکات اور لطائف قرآنی پر ہر شخص محو ہو جاتا تھا حتی کہ مولانا عبد الحق صاحب دہلوی نے بھی بیساختہ یہ فرمایا کہ یہ طریقہ متقدمین واعظین کا تھا ہم اسی کو وعظ کہتے ہین۔ شام کو پھر مسجد ... مین جلسہ شروع ہوا اور جناب مولوی سلیمان صاحب پھلواروی نے اپنے مصری لہجہ سے سامعین کو محو فرمایا۔ تیسرے دن کا جلسہ بالکل عام تھا برادران ہنود اور صاحبان یورپ بھی مدعو تھے اسلیے ... خلیفہ باغ مین جو نات شہر مین قریب چوک کے واقع ہے اہتمام جلسہ کیا گیا اس میدان مین متعدد ... نصب کیے گئے علما کے لیے ... پر عمدہ کرسیان اور میز لگائی گئین تھوڑی دور تک قالین و ادسکے بعد فرش تھا اور دونون جانب فرش کے کرسیون اور بنچون کی متعدد قطار تھی ور دروازہ آمد و رفت پر دو نشانون کے درمیان آیتہ آویزان تھا اور صدر سٹرک پر دو بہت بڑے نشانونکی محراب تھی۔ ایک جانب کلمہ طیب جلی حرفون مین رقم تھا دوسری جانب ہلال عروج اسلام چمکتا تھا۔ اگرچہ بظاہر کوئی آرائش کا سامان نہین تھا مگر جگہون کی ترتیب اور سامعین کا قرینہ اور ادب سے اپنے اپنے موقع پر بیٹھنا اور نشانون کا ہوا مین اوڑنا کچھ عجیب تماشا دکھلا رہا تھا اوس راہ سے گذرنیوالا خیال نہین رکھتا تھا کہ بغیر وہان کی زیارت کیے ہوئے آگے قدم بڑہاوے برادران ہنود بھی بڑے شوق سے تشریف لائے تھے الغرض ۹ بجے صبح سے جلسہ شروع ہوا پہلے جناب مولوی قادر بخش صاحب نے تبرکاً بیان فرمایا اوسکے بعد سکریٹری انجمن نے مقاصد انجمن تمہید مین ظاہر کرکے مختصر رپورٹ سالانہ انجمن کی سنائی اور تین سال گذشتہ کے آمد و خرچ کا مختصر حساب دکھلایا جس سے حاضرین پر انجمن کی امداد نہایت ضروری ثابت ہوئی۔ بعد اوسکے جناب مولانا عبد الحق صاحب دہلوی نے اسلام کی حقیقت اور اوسکے احکام کی خوبیون کو ایسے عمدہ پیرایہ مین بیان فرمایا کہ مخالفین اسلام کے دلون مین بھی عظمت پیدا کر دی اور موجودہ انگریزی کے خوان کی خرابیون کو ایسے بدیہی طور پر دکھلایا کہ اوسکی تصویر کچھ زمانہ تک سامعین کی آنکھون کے سامنے گھومتی رہیگی جناب مولانا کے بیان کی خوبی اور لطائف کو دل ہی خوب جانتا ہے وہان تک زبان قلم پہونچ نہین سکتی۔ مدرسہ انجمن کی ضرورت دکھاکر اوسکی امداد کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی اور

دینیات کی تعلیم انگریزی کے ساتھ اور صنعت و تجارت کی رغبت انگریزی دان کے لیے ضروری ثابت فرمائی - اوسکے بعد مولوی حسن علی صاحب نے رپورٹ سالانہ انجمن یتیمون کی پڑھکر حاضرین کو متوجہ کیا اور معصوم بچون کی طرف سے دردناک فریاد بلند کی کہ جناب بی قادر بخش صاحب فتحپوری نے یتیمون کی خوراک کا پورا اہتمام اپنے ذمہ لیا جنکی فیاضی کا شکریہ سکرٹری انجمن کیطرف سے ورز [illegible] اکے تعمیر یتیم خانہ کی صورت دکھلائی او[illegible] چندہ ملنا شروع ہوگئی قریب اسی روپیہ کے نقد وصول ہوئے اور باقی حضرات نے فہرست میں نام نامی درج فرمائے ایک بجے یہ جلسہ برخاست ہوا اور دو بجے سے شروع ہوا جناب مولوی علی حیدر خان صاحب نے اپنے تصوفانہ مذاق کے ساتھ حقیقت اسلام کو حاضرین کے دلون پر منقش فرمایا کہ جس سے برادران ہنود بھی متاثر ہوئے نماز عصر کا وقت قریب ہوگیا اسلیے بعد نماز عصر جناب مولوی سلیمان صاحب نے محبت الٰہی کی آتش ہونے کو مسلمانون کے دلون مین شعلہ زن کیا اور نماز مغرب کے قریب جلسہ برخاست ہوگیا لیکن سامعین بہ تنگ آئے اور شب کے لیے بھی مستعدہ آمادہ تھے - چونکہ تین روز سے ذکر برابر جاری تھا اسلیے اب زیادہ تکلیف دہی جائز نہین رکھی گئی اور شائقین کو آئندہ موقع یاد دلاکر تسکین دینا پڑی - میدان خلیفہ باغ مین جہان آخری روز کا جلسہ ہوا ایک بہت بڑا غار تھا جسکا بھرنا محض دشوار تھا لیکن شیخ رمضان صاحب کولہ دار کی مستعدی سے بفضلہ تعالی ایک ہی روز مین بھر گیا جسکی انجمن نہایت مشکور ہے شام تک نہ تو فرش کا سامان تھا اور نہ شامیانہ کا مگر جناب منشی شاہد علی خانصاحب ناظرجی و جناب منشی الٰہی بخش صاحب میجر کی عالی ہمتی سے یہ دونون کام بسہولت تمام انجام ہوگئی اور خصوصاً جناب ناظر صاحب ممدوح کی شب بیداری نے اور انکے تابعین کی سرگرمی نے اُس ٹیلر نے دوزخ کی خندق بنا رکھی تھی جنت کی زمین سے مبدل کردیا - ان دونون حضرات کے شکریہ کے لیے انجمن کو الفاظ نہین ملتے ہین انجمن اس موقع پر حضرات ذیل کی امداد و سرگرمی کو فراموش نہین کرسکتی ہے اور دلی شکریہ ادا کرتی ہے -

جناب مولوی عبد الغفار صاحب - جناب منشی سجاد حسین صاحب - جناب منشی قادر بخش صاحب

جناب منشی عظمت حسن صاحب - جناب منشی خادم حسین صاحب - جناب منشی فضل الرحمن صاحب

جناب کرامت علی صاحب - جناب منشی نوازش علی صاحب - جناب منشی عبد الرحیم صاحب

اس سالانہ جلسہ انجمن کو بھی اللہ پاک نے وہی خوبی و کامیابی عطا فرمائی جو اوسکا روائیو کو

تک اوسکے فضل و کرم سے نصیب ہوئی ہے اور ہر خاص و عام کی نظروں مین مقبول فرمایا اور
اس مبارک جلسہ کی بدولت نمازون مین وہ جماعت نصیب ہوئی کہ جسکو کسی آنکھ نے عیدین کی
نمازون مین سے اس شہر مین نہ دیکھا تھا اللہ پاک بہ تصدق اپنے حبیب صلعم ہر شہر و قصبہ کے
برادران اسلام کو محبت و اخوت اسلامی عطا فرماوے اور جسطرح اس جلسہ کا آغاز و انجام عمدہ اور
حیرت انگیز ہوا اوسیطرح ہر جگہ اسلامی جلسون کو یہ کامیابی نصیب ہو۔ پوری خوبیان اس جلسہ کی
حوالہ قلم کرنا تو محال ہے جن آنکھون نے دیکھا ہے وہی اس لطف کو خوب سمجھتی ہونگی۔ غیر حاضرین
کو جو حسرت اور افسوس ہوا ہے اونکے مجروح دل سے کوئی پوچھے۔ امید قوی اوس قادر مطلق کی
ذات پاک سے ہے کہ آیندہ جلسہ اس سے بھی زیادہ باشوکت اور بابرکت ہوگا۔

خادم اسلام سبحان احمد خان عفی عنہ سکرٹری انجمن

فہرست نکاح ثانی بیوگان اسلام منتخب از رپورٹ سالانہ ۱۸۹۲ء انجمن بیوگان اسلام رائے بریلی

مقام	بیوہ	زوج ثانی جس سے دس عقد ہوا		مقام	بیوہ	زوج ثانی جس سے دس عقد ہوا
کانپور سلہ	شیخ عبد اللطیف صاحب سوداگر کی بیوہ بیٹی	بخش الہی صاحب			غلام غوث صاحب کی بیوہ بھتیجی یعنی خواجہ غلام محمد صاحب کی بیوہ صاحبزادی	نائب تحصیلدار کنندہ ورنیس عالس ضلع رائے بریلی۔
بہرام گھاٹ سلہ	شیخ قادر بخش صاحب کی بیوہ بیٹی	شیخ نعمت علی صاحب		جے پور سلہ	جیون بخش صاحب ... کی بیوہ بیٹی	
الہ آباد سلہ	حاجی احمد خان صاحب کی بیوہ بیٹی	ڈاکٹر عبد الجلیل خان صاحب		محی الدین پور	مخدوم خان صاحب کی بیوہ لڑکی۔	
"	شیخ مشہور و معروف منشی	شیخ عبد الواحد صاحب				

سلہ یہ اوس جلسہ کے اثر سے ہوا جو ۲۰ دسمبر ۱۸۹۲ء کو سیٹھ حاجی رحمت اللہ و حاجی داؤد نے جامع مسجد کانپور مین منعقد فرمایا تھا۔ جسمین مولوی اشرف علی صاحب و ابو المحاسن مولوی سید محمد اسحاق صاحب نے پُر درد وعظ فرمائی تھی سلہ یہ عقد اصغر علی ممبر انجمن کی کوشش سے ہوا اور اسمین انجمن نے کچھ ہدیہ دینے کی بھی عزت حاصل کی سلہ بیوہ کی عمر ۲۵ برس ہے یہ عقد مولوی احمد اشرف صاحب کی کوشش سے ہوا سلہ یہ عقد ۲۵ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ کو ہوا۔

مقام	بیوہ	زوج ثانی جس سے دوسرا عقد ہوا	مقام	بیوہ	زوج ثانی جس سے دوسرا عقد ہوا
۱ سلون	شیخ دانش علی صاحب رئیس کی بیوہ بیٹی		بلور محی الدین	عمراؤ خان صاحب کی بیوہ بیٹی	
۲ املاگنج	شیخ مدار اللہ صاحب کی بیوہ بیٹی	منشی حافظ جعفر علی صاحب	سیلوان	عبدالوہاب خانصاحب کی بیوہ ہمشیر	سیلوند خانصاحب رئیس ... ضلع سلطان پور
۳ بھیل پور	شیخ صاحب علی کی بیوہ	شیخ مولا بخش صاحب ساکن بھیل پور	نواز گڈھ	خدابخش خان صاحب قوم بھالے سلطان زمیندار نواز گڈھ کی بیوہ بیٹی	
۴ کلکتہ	حضرت شاہزادہ مغفور کے ولیعہد مرزا [illegible] بخت بہادر کی بیوہ	شاہزادہ بلند جاہ مرزا محمد عسکری صاحب بہادر خلف اصغر حضرت شاہزادہ مغفور	تانڈہ گڈھ	نعمت خان صاحب بھالے سلطان کی بیوہ بیٹی	
۵ [illegible] پور عقد شدہ پورہ					
۶ [illegible]	مولوی عبداللہ صاحب مرحوم کی بیوہ	مولوی ضیاء الدین صاحب	سیہو پور	شیخ عبدالرب صاحب زمیندار کی بیوہ ہمشیر	
۷ [illegible]	شیخ عظیم اللہ صاحب کی [illegible] سالی	شیخ عظیم اللہ صاحب	جگدیسپور	ایک شریف بیوہ	بابو غلام حسین خان صاحب رئیس جگدیسپور
۸ مونگیر محلہ [illegible]			تکندگڈھ	نجف خان صاحب کی بیوہ ہمشیر	حسین خان صاحب قوم بھالے سلطان
۹ بھاگلپور محلہ [illegible] پورہ					

[illegible] ان سکے اور [illegible] ہوا [illegible] سے تھے۔

۱ یہ عقد سلون ضلع رے بریلی میں ہوا ۲ و ۵ انجمن کے [illegible] ۳ یہ عقد منشی نوازش احمد صاحب [illegible] کی کوشش اور ان کے ذاتی خرچ سے ہوا۔ ۴ یہ عقد ۲۹ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا۔
عقد نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ مولوی عبدالماجد صاحب کی کوشش سے ہوئے۔

عطر! عطر! عطر!!!

کارخانہ شیخ سخاوت حسین چوک لکھنؤ

ہنوا اپنے عطروں کے اعتبار سے آج تمام شہروں پر اپنا نمایاں فخر ظاہر کر رہا ہے۔ صرف کہنے کے لیے نہیں بلکہ امتحاناً اس کارخانے سے (جو کہ عرصے سے جاری ہے) طلب فرمائیے ناپسند ہو واپس کر دیجیے۔ ہاں محصول ڈاک تو آپ سے لیا جائے گا پوری قیمت معہ ڈاک پیشگی فوراً روانہ ہوگی۔ روپیہ نقد آنے پر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل بھیل ہو سکتی ہے۔

فہرست عطر

عطر حنا فی تولہ ... عطر موتیا ... عطر چنبیلی ... عطر کیوڑا ... عطر خس ... عطر قتنہ ... عطر چمپا ... عطر مولسری ... عطر باڑی ... عطر گل حنا ... عطر مٹی ... عطر گلاب ... عطر جوہی ... عطر سنگترہ ... عطر سیوتی ... عطر شمامہ ... عطر خس ... عطر برگ حنا ... عطر ہرینہ ... عطر سہاگ ... عطر اگر ... عطر مخلوط اصلی ... عطر مہک پری ... روح خس ... روح باڑی اصلی ... عطر ناگیسر ... روغن چنبیلی ... سیر روغن بیلا ... روغن حنا ... روغن کیوڑا ... سیر گولیان تمباکو فداسی فی روپیہ ۲ تولہ۔ بلا ورق ۳ تولہ۔ قوام باکو ۳۰ تولہ۔

المشتہر

شیخ سخاوت حسین مالک کارخانہ عطر۔ لکھنؤ۔ چوک

نہایت واضح اور صحیح اور خوش خط قرآن مجید

یہ بے مثال قرآن مجید جس طرح پر صحت اور نفاست میں لاجواب ہے اسی طرح خط اور کاغذ کے اعتبار سے بھی اپنا مثل نہیں رکھتا۔ فلس کیپ کاغذ پر چھپا ہے اور وہ بھی ایک روپیہ کا ہے اور باوجود اس عمدگی اور صفائی کے قیمت کچھ بھی نہیں صرف [illegible] ہے مگر [illegible] کی ناقدریوں نے اسقدر قیمت گھٹانے پر ہمکو مجبور کیا ورنہ اسکی اصلی قیمت [illegible] ہے۔ اب بہت کم نسخے بچے ہیں شائقین منگوائیں ورنہ افسوس ہوگا

اسناد صحت

ان ہذا القرآن ما صح مثلہ الی الان وتلوتہ عدۃ مرات [illegible] ما لقی فیہ من الزلات جزی اللہ طابعہ من نعماء الجنات یہ قرآن ایسا صحیح ہے کہ آجتک اسکا مثل نہیں ہوا کئی مرتبہ میں نے دیکھا میرے نزدیک کوئی غلطی نہیں ہے خدا اسکے طبع کرنے والے کو نعمات جنت دے۔

افضل العلماء اکمل الکملا جناب فیضماب مولوی و مولانا محمد سعد اللہ صاحب مفتی و قاضی ریاست رامپور۔ — حررہ رسول اللہ قاضی و مفتی محمد سعد اللہ

اعلم علمائے عصر و کملائے دہر جناب فضیلت انتساب [illegible] شاہ عبد [illegible] صاحب کانپوری۔ ان ہذا القرآن صحیح۔ [illegible]

جناب مولوی حافظ لطف اللہ صاحب قاضی حال رامپور۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ صحیح [illegible] — محمد لطف اللہ

سرآمد ارباب فضل و حکمت مولوی حکیم علی حسین لکہنوی ملازم رامپور۔ قرأتہ فوجدتہ صحیحاً — علی حسین

جناب مولوی حافظ غلام نبی صاحب از عمدہ علما و حفاظ مدرس مدرسہ رامپور۔ تلوتہ فوجدتہ صحیحاً — غلام نبی

مولوی محمد وجیہ صاحب رئیس العلما کلکتہ مدرس اعلےٰ مدرسہ عالیہ — محمد وجیہ

الغرض کسی نے لاریب فیہ کسی نے لاشک فیہ مختلف مضامین میں دستخط کیے تقریباً ۱۵ سولہ دستخط و مہر علما و حفاظ کی ثبت ہیں تمام بارسالہ۔ ایسے علما و حفاظ کی مہریں نمونہ کیلیے چند درج کی گئیں

یادگار سلف

یہ کتاب ایک ضخیم ہوتی اگر پوری ایک جلد میں شائع کیجاتی لیکن خادم نے بنظر آسانی ناظرین اور مذاق طبیعت کے خیال سے چند نمبروں پر تقسیم کردی ہے اسمیں حکما اور علما اور فقہا اور شعرائے اسلام کی سوانح عمریاں ہیں مالک ایسے کہانتک دلچسپی لے سکتا ہے یا کسقدر ضروری ملک کے واسطے ہیں اور خصوصاً اسلام کو انکی کہانتک ضرورت ہے ان سب امور کا فیصلہ ہم آپ کے اوپر چھوڑتے ہیں ہمکو صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ بتفصیل ذیل نمبر خادم سے یا منیجر ولگداز سے باہتمام اتحاد سے مل سکتے ہیں۔ نمبر کتب مفصلہ ذیل۔

نمبر۱۔ سوانح عمری شیخ الرئیس ابو علی سینا فی جلد ۱۲ پچاس کے لیے فی جلد ۱۲
نمبر۲۔ ابراہیم عربی ابو العینا ابن مسکویہ ۱۲ پچاس کے لیے فی جلد ۱۲
نمبر۳۔ ابن مبارک ابراہیم موصلی ابن نبیل زمیۃ ابو عثمان خالدی ۱۲ پچاس کے لیے ۱۲

انکی تعریف کرنا کہ کسقدر دلچسپ ہیں منگاکر دیکھیے بذریعہ ویلیو پےایبل ہو سکتی ہے۔

المشتہر

سید برکات احمد لکہنوی۔ یہانک منشی وزیر الدولہ ذراگیا

ذیل کی نادر کتابیں۔ انیس احمد علی منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد سے ملینگی۔

ہر جواب طلب تحریر کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے۔

ہر کم درخواست کے ساتھ قیمت پیشگی بھیجنا چاہیے

تائید اسلام کے پانچ نمبر موجود ہیں جمیں سید احمد خانصاحب کے انکار معراج جسمانی۔ اور انکا معجزات اور انکا وجود شیطان اور انکا وحی الٰہی اور انکا ولادت عیسیٰ بغیر باپ کا مدلل جواب ہے قیمت ان پانچوں رسالوں کی ایک روپیہ چودہ آنہ

آسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔ جمیں جناب غوث پاک کے مناقب صحیح اور انکے خوارق عادات اور تمام سوانح عمری مفصل تحریر ہیں غوث پاک کے ذکر میں آجتک ایسی کتاب تصنیف نہیں کی اسکی عبارت اردو عام فہم ہے قیمت دس آنہ (۱۰)

کنز الاخلاق۔ لاہل الآفاق۔ یہ مقدس اور صحیح کتاب جناب مولوی مولانا عبد الرحمن خانصاحب کلیانی [illegible] ریاست ادیپور کی تالیف ہے جسمیں اخلاق اور تہذیب کے مضمون کی حدیثیں بہت عمدگی کے ساتھ جمع کی گئی ہیں ہر حدیث کے دو ترجمے ایک فارسی دوسرا اردو میں ہے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے واسطے بھی مفید ہے قیمت ۱۱